بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا اللہ عزوجل

یا رسول اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے

دیوارِ آہنی پہ حماقت تو دیکھئے!

دفع اعتراضات المخبث علی مسلک اعلی حضرت

از قلم

قادری رانا

بد نہ بولے زیرِ گردوں گر کوئی میری سنے

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

اہل حق پر الزام و بہتان ہمیشہ سے لگتے آئے ہیں، اور یہ سب شیطانی مخلوق کی سازشیں ہوتی ہیں تا کہ اہل حق کو راہ حق سے بھٹکایا جا سکے۔ قرآن پاک میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں ہے

"وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا" اور سلیمان نے کفر نہ کیا ہاں شیطان کافر ہوئے

(پارہ 1 البقرۃ 102)

"حضرت سلیمان کے عہد میں چونکہ جنات اور آدمی ملے جلے رہتے تھے تو آدمیوں نے شیطانوں سے سحر سیکھا اور نسبت کر دیا حضرت سلیمان کی طرف کہ "ہم کو انہی سے پہنچا ہے اور ان کو حکم جن اور انس پر اسی کے زور سے تھا" سو اللہ تعالٰی نے فرما دیا کہ "یہ کام کفر کا ہے سلیمان کا نہیں"

(گلدستہ تفسیر جلد اول صفحہ ۹۴ ادیوبندی)

اور مختلف تفاسیر کا حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چند کتابوں کو اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیا۔ لیکن آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد شیاطین نے وہ کتابیں نکلوا کر لوگوں سے کہا کہ سلیمان علیہ السلام اسی کے زور سے سلطنت کرتے تھے بنی اسرائیل کے صلحاء و علماء نے تو اس کا انکار

کیا لیکن ان کے جہال جادو کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا علم بتا کر اس کے سیکھنے پر ٹوٹ پڑے ۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام پر ملامت شروع کی سید عالم ﷺ کے زمانہ تک اسی حال پر رہے اللہ تعالی نے حضور ﷺ پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی براءت میں یہ آیت نازل فرمائی ۔

کچھ یہی حال مخالفین کا ہے کہ وہ باتیں جو علماء اہل سنت و جماعت کی نہیں ہوتیں ، یا جن ہستیوں کے بارے میں مخالفین ان عبارات کو پیش کر رہے ہوتے ہیں ان کے بارے میں سرے سے ہوتی ہی نہیں بلکہ کسی دوسری ذات کے متعلق ہوتی ہیں یا عبارات کے وہ معنی نہیں جو یہ پیش کرتے ہیں مخالفینِ اہل سنت جان بوجھ جہال جادوگروں اور شیطانوں کی طرح ان کو خلاف موقع بتا کر علماء حق اہل سنت و جماعت کو بدنام کرتے ہیں ۔

حال ہی میں دور حال کے ایک عظیم کذاب مولوی ساجد نے ایک کتابچہ ترتیب دیا جس میں اس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اعلی حضرت تقیہ باز شیعہ تھے اور اپنے آپ کو سنی ظاہر کئے ہوئے تھے ۔ اپنے اس موقف پر مولوی مذکورہ کوئی بھی ٹھوس دلیل پیش کرنے سے قاصر رہا اور جو اعتراضات اس نے کئے وہ مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہیں اور ان میں سے پیشتر کا جواب علما اہلسنت کی طرف سے دیا جا چکا ہے کیونکہ اسی قسم کے اعتراضات مولوی احسان الٰہی ظہیر نے البریلویہ میں کئے تھے تو ان کا جواب حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری نے البریلویہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ میں، مفتی غلام فرید ہزاروی نے النجدیت میں اور علامہ انس عطاری نے البریلویہ کا تحقیقی جائزہ میں دیا ۔ اور اس مولوی ساجد نے اپنے مضمون کا پیشتر حصہ مولوی احسان کی اسی کتاب سے سرقہ کیا ہے ۔ اس کے علاوہ جناب نے خیانت کرنے کا بھی حق ادا کر دیا ہے اور پھر اتنے فضول اعتراض کئے ہیں کہ ایک عام آدمی بھی اس سے یہ محسوس کر سکتا ہے کہ معترض کا مقصد صرف الزام تراشی ہے اور کچھ نہیں ۔ یہاں قارئین سے بھی التماس ہے کہ ان کی ایسی تحریرات سے پریشان ہونے کی بجائے علمائے اہلسنت سے رابطہ کرنا چاہیے ۔

اس سے پہلے کہ ہم مولوی ساجد کے الزمات کا جواب دیں ہم یہ حقیقت آشکار کرنا چاہتے ہیں کہ دیوبندیوں اور شیعوں کے عقائد و اعمال ایک جیسے ہیں اور ان کی مماثلت جن عقائد میں ہے وہ خود دیوبندیوں کے نزدیک بھی کفریہ ہیں ۔ جو ان کے دیوبندی اصول سے تقیہ باز ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے ۔

شیعہ دیوبندی عقائد میں مماثلت

عقیدہ نمبر ۱

دیوبندی مولوی شیعوں کا عقیدہ نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے

اثنا عشریہ کے متقدمین و متاخرین کی ایک

جماعت جن میں مقداد (کنزالعرفان کا مصنف بھی شامل ہے) کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی جزئیات کو ان کے وجود سے پہلے نہیں جانتا۔

(ماہنامہ نفاذ خلافت راشدہ نومبر ۲۰۱۳ ص ۲۹)

اسی طرح ایک شیعہ لکھتا ہے کہ

محمد بن عمر کہا کرتا تھا کہ اللہ تعالی کو کسی چیز کا علم اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک وہ چیز ہو نہیں جاتی

(تنقیح المقال ج ۲ ص ۱۸۶)

یہی عقیدہ دیوبندیوں کا بھی ہے چنانچہ مولوی حسین علی لکھتا ہے کہ

انسان خود مختار ہے اچھے کام کرے یا نہ کرے اور اللہ کو پہلے سے کوئی علم نہیں ہوتا کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے۔(بلغۃ الحیران ص ۱۵۷-۱۵۸)

جب اس عقیدہ سے دیوبندیت کے تقیہ کا راز فاش ہونے لگتا ہے تو دیوبندی گھبرا کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ جی یہ ہماری معتبر کتاب نہیں (یہی بات مولوی ساجد نے اپنے انٹرنیٹ میں موجود ایک مضمون میں کی ہے)

جوابا عرض ہے کہ یہ حافظ صاحب کی دھوکہ بازی ہے فراڈ ہے کیونکہ دیوبندیوں کے نزدیک یہ کتاب معتبر ہے۔حوالہ جات ملاحظہ ہوں،

۱۔مولوی سرفراز اس کتاب سے استدلال کرتے ہوئے لکھتا ہے

اس دور میں ہمارے اساذ و مرشد رئیس الموحدین حضرت مولانا حسین علی صاحب پیش پیش ہیں کے کلام کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی گئی حضرت مرحوم اپنی املائی تفسیر بلغۃ الحیران میں فرماتے ہیں (المسلک المعصور صفحہ ۳۷)

۲۔اسی طرح یہی مولوی سرفراز لکھتا ہے

بلغۃ الحیران مولانا حسین علی کی املائی تفسیر ہے------جس کی عبارات پر اہل بدعت اعتراض کرتے ہیں --راقم اثیم نے حضرت کی عبارات کی روشنی میں اس کا مسکت جواب دیا ہے (الشہاب المبین ص ۱۱۶)

۳۔مولوی محمود عالم صفدر نے اس کو معتبر مان کر اس کا دفاع کیا ہے

(فتوحات صفدر ج ۱ ص ۵۷۸)

۴۔مولوی امین صفدر اوکاڑوی نے بھی اس کا دفاع کیا ہے (خطبات امین ص ۲۷۴)

۵۔مولوی گھمن نے بھی اس کتاب کو معتبر مان کر نہ صرف استدلال کیا ہے بلکہ اس کتاب کے حوالے سے اس نے اپنا مسلک بیان کیا ہے۔(فرقہ مماتیت کا تحقیقی جائزہ ص ۳۴۲)

۶۔اسی طرح ایک اور دیوبندی مولوی نے بھی اس کتاب کو معتبر مان کر اس کا دفاع کیا ہے (حقیقی دستاویز ص ۳۵۸)

۷۔مولوی مشتاق نے بھی اس کتاب کو دیوبندیوں کی تصنیفی خدمات میں شمار

کیا ہے (علمائے اہل سنت کی تصنیفی خدمات کی ایک جھلک ص ۹۱)

تاویل نمبر ۲۔

کچھ دیوبندی یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس عبارت کا ذمہ حسین علی پر نہیں ۔کیونکہ یہ کتاب ان کی تقریر کا مجموعہ ہے جن کو ان کے تلامذہ نے ترتیب دیا ہے۔

ازالہ۔جواباً عرض ہے کہ بلغۃ الحیران کے صفحہ ۴ پر ہے کہ

یہ تقریریں جو آگے آتیں ہیں حضرت صاحب نے غلام اللہ خان سے قلمبند کروائی ہیں اور بذات خود ان پر نظر فرمائی ہے

(بلغۃ الحیران صفحہ ۴)

اور پھر دیوبندی غلام اللہ کو بھی اپنا شیخ القرآن مانتے ہیں ۔مولوی ضیا القاسمی نے پورا ایک رسالہ لکھا ہے میرے شیخ القرآن ۔لہذا یہ عبارت جس کی بھی ہو اس کی ذمہ داری مکتبہ دیوبند پر عائد ہوتی ہے۔

تاویل نمبر ۳۔کچھ دیوبندی یہ کہہ دیتے ہیں کہ جی انہوں نے معتزلہ کا عقیدہ بیان کیا ہے ۔

(خطبات امین ص ۴۷۴)

ازالہ۔یہ تاویل بھی مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہے کیونکہ اس عبارت کے آگے ہے

یہ آیات قرآنیہ اور حدیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں۔

(بلغۃ الحیران ص ۱۵۸)

جب اس مذہب کو قرآن وحدیث کے مطابق مان لیا تو پھر انکار کی کیا گنجائش رہ گئی ۔اور مزے کی بات یہ کہ خود مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اس عقیدے کو مصنف کا عقیدہ قرار دے کر رد کیا اور لکھا کہ میں اس کتاب کو اپنی ملک میں نہیں رکھنا چاہتا (امداد الفتاوی ج ۶ ص ۱۲۲)

عقیدہ نمبر ۲۔

مولوی ساجد لکھتا ہے

شیعہ حضرات کا بنیادی عقیدہ تحریف قرآن ہے اور وہ اس کو محرف مانتے ہیں

(مسلک اعلی حضرت صفحہ ۱۸)

اسی طرح سرفراز صفدر لکھتا ہے کہ

شیعوں کی تکفیر کی پہلی وجہ یہ کہ وہ حضرات قرآن کی تحریف کے قائل ہیں ۔(ارشاد الشیعہ ص ۳۱)

اسی طرح ایک شیعہ لکھتا ہے کہ

جو بندہ یہ دعوی کرے کہ میں اس طرح قرآن جمع کرلیا جس طرح اللہ نے اتارا تو وہ جھوٹا ہے

(مفتاح القرآن صفحہ ۸)

اس طرح ملاں باقر مجلسی نے قرآن میں تحریف کا اقرار کیا ہے (حق الیقین

صفحہ ۳۸۲)

جبکہ یہی عقیدہ دیوبندیوں کا ہے۔

چنانچہ دیوبندی شیخ الہند لکھتا ہے

بلکہ کلام اللہ وحدیث میں بعض آیات و جملے فرقہ ضالہ نے الحاق کئے، چنانچہ سب پر ظاہر ہے۔(ایضاح الادلہ صفحہ ۳۵۷)

مولوی انور کاشمیری لکھتا ہے

میں کہتا ہوں اس بنا پر لازم آئے گا کہ قرآن بھی محرف ہو اس لئے کہ تحریف معنوی تو قرآن میں بھی بہت ہے اور جو چیز میرے نزدیک محقق ہے وہ یہ ہے کہ اس میں تحریف لفظی بھی ہے (فیض الباری ج ۳ ص ۳۹۸)

دیوبندی بہانہ

اس عبارت کی تاویل کرتے ہوئے دیوبندی کہہ دیتے ہیں کہ فیہ کی ضمیر واحد غائب کا مرجع کتب ساویہ ہے نہ کہ قرآن

(تجلیات انور)

پہلی بات اس سلسلہ میں عرض ہے کہ قلت کے بعد سارا کلام قرآن کو محرف ثابت کرتا ہے جس میں دو بار فیہ آیا ہے جس میں پہلے فیہ کا ترجمہ مولوی صاحب نے ہمارے مطابق کیا مگر دوسرے فیہ کا مرجع کتب ساویہ کو قرار دیا۔اب سوال یہ کہ جب پہلے فیہ کا مرجع قرآن ہے تو دوسرے کا مرجع کتب ساویہ کیسے؟

پھر خود اقرار ہے کہ فیہ ضمیر واحد ہے۔اس کا قریبی مرجع قرآن ہے جو واحد ہے اب قریبی واحد کے مرجع کو چھوڑ کر دور کے جمع کو مرجع بنانا کس اصول سے ہے؟

پھر دوسرے فیہ سے قرآن کو خارج قرار دینے کا مطلب یہی ہے کہ ان کے نزدیک قرآن آسمانی کتاب نہیں؟

پھر رہ گئی منھم کی بات تو اس کا مرجع افراد ہیں نہ کہ کتب ساویہ۔کیونکہ عمدا اور مغالطے کے الفاظ کا فاعل افراد ہیں نہ کہ کتب۔

اگر منھم کا مرجع کتب ساویہ کو مانا جائے تو انور شاہ کہہ رہا ہے کہ انہوں نے یا جان بوجھ کر کی یا مغالطے سے۔اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ انور شاہ کو شک ہے اور وہ قرآن کی اس بات کو مشکوک کر رہا ہے کہ رہا ہے کہ یہود و نصاری نے جان بوجھ کر تحریف کی تو عمدا جرم والے کے جرم کو ہلکا کرنا اور قرآن کے دعوی کی تغلیط کرنا یہ تحریف نہیں تو اور کیا ہے؟

نوٹ:فیض الباری کو مولوی عبد الرحیم نے دیوبندیوں کی علمی خدمات میں شمار کیا ہے(فتاوی رحیمیہ ج ۲ ص ۲۲)

مولوی مشتاق نے بھی اس کو دیوبندی تصنیف مانا ہے(علمائے اہل سنت کی تصنیفی خدمات ص ۹۳۔۹۴)

عقیدہ نمبر ۳:

ایک دیوبندی مولوی شیعوں کے عقیدے بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

شیعہ عقیدے میں وہ (امام) بھی نبیوں کی طرح معصوم ہوتے ہیں (اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۱۶)

جبکہ دیوبندی بھی اپنے مولویوں کے لئے عصمت تسلیم کرتے ہیں۔

ایک دیوبندی مولوی حسین احمد مدنی کے بارے میں لکھتا ہے

ایک خاص نعمت جو اللہ نے آپ کو عطا کی فرمائی تھی وہ تھی تعبیر رویا اس پیکر عصمت کی زندگی۔۔۔(شیخ اسلام نمبر ص ۸۰)

اسی طرح دیوبندی امیر شریعت نے اپنے مولوی انوہ کاشمیری کو معصوم قرار دیتے ہوئے کہا کہ

صحابہ کا معصوم کارواں چلا جا رہا تھا۔یہ حضرات (کاشمیری) ان میں سے پیچھے رہ گئے (نقش دوام ص ۱۲۵)

دیوبندی مولوی نے اس نظریہ کو حضور ﷺ کی ختم نبوت کے خلاف بغاوت اور اسلام کی ابدیت کے خلاف ایک کھلی سازش قرار دیا ہے۔(اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۱۷) یہ بات بھی یاد رہے کہ اپنے مولویوں کو معصوم ماننے والوں کے نزدیک انبیا کا معاصی سے معصوم ہونا ضروری نہیں۔(تصفیۃ العقائد)

عقیدہ نمبر۴۔

دیوبندی مولوی نے شیعہ کے بدا کے عقیدہ کو کذب باری تعالی سے تعبیر کیا ہے اور اللہ کی گستاخی قرار دیا ہے (تاریخی دستاویز صفحہ ۱۳۲)

جبکہ دیوبندی بھی اس کے قائل ہیں۔مولوی خالد محمود لکھتا ہے

قبائح دو طرح کے ہوتے ہیں ایک جو عقلا برے ہیں جھوٹ (خلاف صدق) سفہ (بمعنی خلاف حکمت) ظلم (بخلاف عدل) اور بخل (بخلاف کرم) اور ایک وہ جو بے حیائی کو شامل اور مستلزم ذات وصفات ہوں۔پہلے چار تحت قدرت ہیں۔

(مطالعہ بریلویت ج ۸ ص ۲۵)

اسی طرح مولوی رشید احمد لکھتا ہے

دخول کذب تحت قدرت باری تعالی ہے (فتاوی رشیدیہ ج ۱ ص ۲۰)

ایسے ہی ایک اور دیوبندی مولوی نے بھی اللہ تعالی کو جھوٹ بولنے پر قادر مانا ہے۔(حقیقی دستاویز ص ۲۸۴)

دوسری بات دیوبندی کذب کو خلف وعید کی فرع قرار دیتے ہیں (براہین قاطعہ) اور قیامت کے دن اس کا ظہور ہوگا۔تو پتہ چلا ان کے نزدیک اللہ کا کذب واقع ہو جائے گا۔

عقیدہ نمبر۵۔

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ انبیا جھوٹ بولتے ہیں۔ایک شیعہ مولوی لکھتا ہے

حضور ﷺ کے بارے میں اکثر علما کا مذہب یہ ہے کہ آپ بہت سخت تقیہ کرتے تھے۔

(ارشادالعوام ج ۳ ص ۱۱۱)

یہی عقیدہ دیوبندیوں کا بھی ہے۔دیوبند کا بانی مولوی قاسم نانوتوی لکھتا ہے

دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے۔۔۔۔ہر قسم سے انبیا کا معصوم ہونا ضروری نہیں۔

(تصفیۃ العقائد ص ۲۳)

اس عبارت کو صحیح ثابت کرنے لئے دیوبندی حضرات حضرت ابرہیمؑ کے واقعہ سے استدلال کی کوشش کرتے ہیں جبکہ ان کو پتہ ہونا چاہیے کہ ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ نہیں بولا تھا بلکہ وہ توریہ تھا (حقیقی دستاویز ص ۱۲۳) اور توریہ حقیقت میں سچ ہوتا ہے (دفاع ختم نبوت اور تحذیر الناس ص ۵۷) جبکہ نانوتوی صاحب دروغ صریح کا لفظ استعمال فرما رہے ہیں ۔جبکہ توریہ دروغ صریح کی قسم نہیں بلکہ تعریضات کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔(مفہوما دفاع ختم نبوت اور تحذیر الناس ص ۵۷)

فی الحال ہم صرف ان پانچ عقائد پر اکتفا کرتے ہیں ورنہ

جو کچھ ابھی بیاں ہوا آغاز باب ہے

دیوبندیت اور بغض صحابہ

شیعوں کا دوسرا بڑا اصول صحابہ سے عداوت ہے ۔۔۔۔۔۔جو خود آنحضرت کے خلاف بغاوت ہے۔(اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۱۸)

یہی اصول دیو کے بندو کا بھی ہے۔

ا۔مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے

جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے۔وہ اپنے اس گناہ کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔(فتاوی رشدیہ، ص ۲۴۸)

یعنی ان کے نزدیک صحابہ کی تکفیر کرنے والا کافر تو دور اہلسنت والجماعت سے خارج بھی نہیں مگر ان کے علما کی توہین کرنے والا ضرور کافر ہوتا ہے ملاحظہ ہو (فتاوی رشیدیہ ج ۳ ص ۱۶)

نوٹ: کچھ دیوبندی کہہ دیتے ہیں کہ مولوی رشید دوسرے مقامات پر تکفیر کی ہے تو جواباً عرض ہے کہ ان فتاوی کی حقیقت ایک طرف مگر وہاں یہ نہیں لکھا کہ صحابہ کی تکفیر کرنے والا کافر ہوگا۔پھر اس فتوی سے رجوع دیکھانا ضروری ہے۔رہ گئی یہ بات کہ اس میں کتابت کی غلطی ہے تو یہ تاویل بھی غلط ہے اس کی تفصیل کے لئے ردسیف یمانی ملاحظہ کریں۔

لیکن جب تقیہ کا راز فاش ہونے لگتا ہے تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ شیعہ حضرات خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں ۔۔۔۔۔۔جو کفر ہے۔(ارشادالشیعہ ص ۴۶)

۲۔دیوبند کے مفتی عزیز الرحمن لکھتے ہیں

شیعہ تبرائی پر۔۔۔محققین یہ کہتے

ہیں ان کو مبتدع و فاسق کہا جاوے کافر نہیں۔۔۔جو محض تبرائی ہیں فاسق ہیں کافر نہیں (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۷ ص ۴۶۱)

جبکہ دوسرے دیوبندی مولوی نے اس نظریہ تبرا کو ختم نبوت کے خلاف بغاوت قرار دیا ہے

(اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۱۹)

کیا ختم نبوت کے خلاف بغاوت کرنے والا بھی مومن ہو سکتا ہے؟ کیا یہ فتوی صحابہ کی گستاخی کا در کھولنے کے مترادف نہیں؟ مگر جنکے نزدیک حضورﷺ کی تاویل سے گستاخی کرنے والا کافر نہیں ہوتا (امدادالفتاوی) ان پر صحابہ کے حوالے سے کیا الزام۔

یہ یاد رہے کہ سب شیخین کفر ہے (شرح شفا بحوالہ حقیقی دستاویز ص ۲۷۲) اور سرفراز کے مطابق اگر کوئی کسی کا حوالہ نقل کر کے اختلاف نہیں کرتا تو وہ اس کی تصحیح ہے (تفریح الخواطر ص ۳۷) اسی طرح لکھا کہ صحابہ کو برا بھلا کہنا کفر ہے (حقیقی دستاویز ص ۲۷۲)

۳۔جس طرح شیعہ حضرت امیر معاویہ پر حضرت علی کی گستاخی کا الزام لگاتے ہیں اسی طرح یہ کام دیوبندی بھی کرتے ہیں۔دیوبندی مولوی لکھتا ہے

قاضی وصی الدین جو شہر میں کئی حیثیتوں سے معزز شخص تھے ایک دن حضرت والا کو مفتی صفدر کے پاس لئے گئے اور کہا کہ آپ اپنے شبہات ان سے حل کرا لیجئے۔انھوں نے کہا کہ میرے شبہات تاریخی واقعات میں ہیں انکو کون حل کر سکتا ہے پھر انہوں نے حدیث پڑھی من سب اصحابی سبنی و من سبنی سب اللہ اور یہ ثابت ہے کہ حضرت معاویہ حضرت علی کی شان میں گستاخی کیا کرتے تھے حضرت والا نے فوری جواب دیا کہ یہ تو غیر صحابی کے لئے ہے۔۔۔۔۔۔چاہے کوئی اور سزا مراد ہو پر یہ سزا ہرگز مراد نہ ہوگی۔(اشرف السوانح ج ۱ ص ۴۷)

اسی طرح حضرت امیر معاویہؓ کو باغی قرار دیتے ہوئے ایک دیوبندی مولوی لکھتا ہے

اہل السنّت والجماعت کے عقیدہ کے تحت امیر معاویہؓ اس جنگ میں باغی تھے۔(اختلاف یزید ص ۵۲۶)

اس عقیدہ کو قاضی مظہر نے شیعہ عقیدہ قرار دیا ہے (دفاع امیر معاویہ ص ۱۳۴)

۴۔جب ابن سعود نے صحابہؓ کے مزارات گرائے تو دیوبندیوں کے امیر شریعت عطا اللہ ابن سعود کے طرفدار تھے

(سید عطا اللہ شاہ بخاری ص ۱۵۴ از شورش کاشمیری)

۵۔اسی بغض کی وجہ سے ایک مولوی لکھتا ہے

بعض بزرگوں کو بعض صحابہؓ پر بے شک افضیلت ثابت ہے۔(صراط مستقیم ص ۱۸۲ از اسماعیل دہلوی)

یہ بغض صحابہ نہیں تو پھر اور کیا ہے؟۔

۶۔اسی بغض کی وجہ سے دیوبندیوں اپنی مولویوں کو صحابی قرار دیا۔

۔ایک عرابی نے دیوبندی مولوی کو دیکھ کر کہا

یا اھل مدینة مارائیتم ابا ھریرة،فھذا ابو ھریرة(عشق رسول اور علمائے دیوبند صفحہ ۲۸۷)

۔عطاللہ بخاری نے انورشاہ کو صحابہ کے قافلے میں سے پیچھے رہ جانے والا بتایا ہے(اکابر علمائے دیوبند صفحہ ۸۷)

۔تبلیغی جماعت کے کارکنوں کے بارے میں مولوی تھانوی کہتا ہے

جس صحابہ کرام کو دیکھنا ہو وہ ان لوگوں کو دیکھ لے (خدام الدین ۸ نومبر ۱۹۷۴ص ۱۶)

۔یہی اشرف علی تھانوی اپنے مولویوں کے بارے میں کہتا ہے

صحابہ کی سی شان تھی (قصص الاکابر ص ۶۴)

۔مولوی محمود الحسن اپنے پیر کو صدیق وفاروق قرار دیتا ہے

وہ تھے صدیق وفاروق پھر کہیے عجب کیا ہے (مرثیہ ص ۱۲)

نوٹ:اس شعر پر تفصیلی گفتگو کے لئے میرا مضمون مرثیہ گنگوہی کی تائید کا تحقیقی جائزہ حصہ اول دوئم ملاحظہ ہو۔

دیوبندیوں کی امی بی کو مولوی الیاس میں صحابہ چلتی پھرتیں صورتیں نظر آتی تھی ۔(دینی دعوت ص ۴۴)

۷۔ان کے نزدیک فعل صحابی حجت نہیں ۔مولوی اشرف علی کہتا ہے

غیر نبی کا فعل حجت نہیں (ملفوظات حکیم الامت ج ۱ صفحہ ۳۳۲)

اسی طرح مولوی محمود الحسن لکھتا ہے

باقی فعل صحابی وہ کوئی حجۃ نہیں ۔(تقاریر شیخ الہند ص ۳۰)

۔اس پر دیوبندیوں کا ہی تبصرہ ملاحظہ ہو مولوی عمران صفدر لکھتا ہے

چھوٹے رافضیوں نے صحابہ کے افعال واقوال کو حجت ماننے سے انکار کر دیا۔(قافلہ حق شمارہ ج اشارہ نمبر ۲ ص ۴۴)

غیر مقلدین حضرات کے شیخ اکل نے لکھا تھا کہ قول صحابی حجت نیست اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مولوی الیاس گھمن لکھتا ہے

تو نے یہ کہا کہ اصحاب پیغمبر حجت نہیں ہیں میں نے کہا یہ شیعہ کہتا ہے یہ رافضی کہتا ہے ۔(خطبات متکلم اسلام ج ۲ ص ۱۹۲)

مگر اپنے اکابر کے سیاہ کارناموں کو چھپانے کے لئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صحابہ معیار عدل ہیں (ماہنامہ خلفائے راشدین)

۸۔تھانوی صاحب کو اپنی ایک شاگردنی نوعمر کنواری لڑکی سے شادی کرنے کی لالچ نے ستایا تو شادی رچانے کے لئے ایک خواب گھڑا اور کہا کہ

''ایک ذاکر صالح (وہابی) کو مکشوف ہوا کہ احقر (تھانوی) کے گھر میں حضرت عائشہ آنے والی ہیں انہوں نے مجھ سے کہا میرا ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا کہ کمسن عورت ہاتھ آئے گی اس مناسب سے کہ جب حضور ﷺ

نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تھا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے۔ (رسالہ الامداد، ماہ صفر ۱۳۳۵ھ)

یہاں الفاظ کی جسارت ملاحظہ کریں کہ کمسن عورت ہاتھ آئے گی اس قسم کی گفتگو مومنوں کی ماں کے بارے میں کرنا کیا یہ گستاخی نہیں؟ کیا یہ تقیہ باز شیعہ ہونے کا ثبوت نہیں۔

نوٹ: اس عبارت پر مزید تفصیل کے لئے ہمارا مضمون کلمہ تھانوی یا محاسبہ دیوبندیت کی جلد دوئم ملاحظہ کریں۔

۹۔ اسی طرح وہابی دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ ہمارے مولوی فضل الرحمٰن بیمار ہو گئے تھے۔

"ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم ایک دفعہ بیمار ہو گئے ہم کو مرنے سے بہت ڈر لگتا ہے ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹا لیا ہم اچھے ہو گئے" (قصص الاکابر ص ۵۴)

۱۰۔ اشرف علی تھانوی کے خاص حواری عبدالماجد دریا آبادی نے ایک خواب گھڑا ہے، اور اپنی کتاب میں لکھا کہ

"پرسوں شب میں گھر میں ایک عجیب خواب دیکھا، دیکھا کہ مدینہ منورہ کی مسجد قبا میں حاضر ہیں۔ وہیں جناب کی چھوٹی بیوی صاحبہ بھی ہیں۔ یہ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ انہوں نے دریافت فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کی تصویر دیکھو گی؟ انہوں نے بڑے اشتیاق کے ساتھ کہا کہ ضرور اتنے میں کسی نے کہا یہ تو حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں۔ اب یہ بڑے غور اور حیرت سے ان کی طرف دیکھ رہی ہیں کہ صورت شکل، وضع و لباس چھوٹی بیوی صاحبہ [یعنی تھانوی کی چھوٹی بیوی] کا ہے، یہ حضرت صدیقہ کیسے ہو گئیں۔ اتنے میں پھر کسی نے کہا کہ نہیں یہ حضور ﷺ کی بہو ہیں اب یہ اپنے دل میں اور بھی حیرت کر رہی ہیں کہ حضور ﷺ کے تو کوئی صاحبزادہ ہی نہ تھے تو بہو کیسی؟ اتنے میں پھر آواز آئی کہ ہر کلمہ گو حضور ﷺ کی اولاد ہے اور مولانا اشرف علی جیسے بزرگ تو خاص الخاص اولاد حضور ﷺ کی ہیں۔ ان کی بیوی حضور ﷺ کی بہو کہلائیں گی۔ اس کے بعد صحن مسجد سے انہیں ہمراہ لے کر چھوٹی بیوی صاحبہ مسجد کے اندرونی درجہ میں داخل ہوئیں۔ وہاں ایک دروازہ سو کھلا، اور اس کے اندر سے بجائے تصویر کے خود حضور ﷺ کا جلوہ مبارک نظر آیا"

(حکیم الامت صفحہ ۴۹۹ مصنفہ عبدالماجد دریاباری)

کہاں وہ اماں عائشہ اور کہاں تھانوی کی بیوی کی؟ مگر ان کے عقیدے کی شقاوت ملاحظہ کریں کہ کس قدر ریبا کی سے یہ تھانوی کی بیوی کو اماں عائشہ قرار دے رہے ہیں۔

باقی رہ گئی خواب کی بات تو مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ ہمارے خواب کی حقیقت تو اکثر یہ ہوتی ہے کہ دن بھر جو خیالات ہمارے دماغ میں لیے ہوئے رہتے ہیں وہی رات کو سوتے میں اسی صورت میں یا دوسری

صورت میں نظر آتے ہیں (افاضات الیومیہ ج۵ ص ۵۵)

۱۱۔علمائے دیوبند کے مشہور مناظر ماسٹر امین اکاڑوی کے بقول ایک اہل حدیث مولوی نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" (ؓ) نہیں لکھا تو دیوبندی ماسٹر نے اس کے خلاف لکھا

"ہائے بغض صحابہ" (تجلیات صفدر جلد۲ص ۴۴۹)

جب یہ بغض صحابہ ہے تو نبی کریم ﷺ کے نام کے ساتھ درود وسلام نہ لکھنا تو دیوبندی اصول سے بغض رسول ﷺ ٹھہرا اور حضرت علی کے ساتھ رضی اللہ عنہ نہ لکھنا بغض صحابہ۔ اور اسماعیل دہلوی نے لکھا کہ "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کو مختار نہیں" (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان:۴۳)

دیوبندی شیعہ بھائی بھائی

مولوی حسین احمد دیوبندی شیعہ مناظرہ بند کروانے کئے جب تقریر کی تو ایک دوسرے سے بغل گیر ہو کر سنی

شیعہ بھائی بھائی بن گئے (سوانح عمر المدنی ص ۲۰۶)

کیا علمائے دیوبند کے نزدیک شیعہ کافر ہیں یا نہیں

جواب (۱)۔ جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے۔ وہ اپنے اس گناہ کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ (فتاوی رشدیہ، ص ۲۴۸)

(۲)۔ جو لوگ شیعہ کو کافر کہتے ہیں...... اور جو لوگ فاسق کہتے ہیں، اُن کے نزدیک اُن کی تجہیز و تکفین حسب قاعدہ ہونا چاہیے، اور بندہ بھی اُن کی تکفیر نہیں کرتا۔ (فتاوی رشیدیہ، ص ۲۶۴)

(۳)۔ روافض و خوارج کو بھی اکثر علماء کافر نہیں کہتے حالانکہ وہ شیخین و صحابہ کو اور (خوارج) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو کافر کہتے ہیں۔ (فتاوی رشیدیہ، ص ۱۶۵، مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان)

کیا دیوبندی کا شیعہ سے نکاح جائز ہے؟

فتوی۔(۱) سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ سنی المذھب عورت بالغہ کا نکاح زید شیعی مذہب کے ساتھ برضائے شرعی باپ کی تولیت میں ہوگیا، دریافت طلب یہ امر ہے کہ سنی و شیعہ کا تفرق مذہب، نکاح جیسا کہ ہندوستان میں شائع ہے، عند الشرع صحیح ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب۔ نکاح منعقد ہوگیا، لہذا سب اولاد ثابت النسب ہے اور صحبت حلال ہے۔

(اشرف علی تھانوی، امداد الفتاوی، جلد۲، ص ۲۸، ۲۹)

(۲)۔ رافضی کے کفر میں اختلاف ہے...... جوان (شیعہ) کو فاسق کہتے ہیں ان کے نزدیک (رشتہ لینا اور دینا) ہر طرح درست ہے۔

(فتاوی رشیدیہ، مطبوعہ کراچی، ص ۱۷۰)

مفتی محمد شفیع دیوبندی اور مفتی عزیز الرحمٰن تبرائی شیعہ سے نکاح درست بتلاتے ہیں ۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۲ص ۵ ا فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۷ص ۲۵۰)

رشید احمد گنگوہی رافضیہ عورت کا نکاح سنی مرد سے جائز بتلاتے ہیں ۔۔

اسی طرح مفتی کفایت اللہ دہلوی نے لکھا کہ

شیعہ لڑکی کے ساتھ سنی مرد کا نکاح درست ہے ۔(کفایت المفتی ج ۱ص ۲۷۸)

کیا علمائے دیوبند کے نزدیک شیعہ کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟

سوال ۔ ذبیحہ رافضی کے ہاتھ کا جائز ہے یا نہیں؟

جواب ۔ شیعہ کے ذبیحہ میں علماء اہل سنت کا اختلاف ہے ، راجح اور صحیح یہ ہے کہ حلال ہے ۔(امداد الفتاوی ،جلد ۲ ،ص ۱۲۳)

ایسے ہی رشید احمد گنگوہی نے لکھا کہ

رافضی کا ہدیہ دعوت کھانا درست ہے

(فتاوی رشیدیہ ص ۵۹۳)

شیعہ کی نماز جنازہ

''مشہور شیعہ عالم اور وکیل مظہر علی اظہر انتقال فرما گئے...... نماز جنازہ دیال سنگھ گراؤنڈ میں ۳ر نومبر ۱۹۷۴ ء بروز اتوار ادا کی گئی ،نماز جنازہ صبح دس بجے حضرت مولانا عبید اللہ انور (دیوبندی) نے پڑھائی''۔

(ہفت روزہ خدام الدین، لاہور، شمارہ ۸/ نومبر ۱۹۷۴ء، ص ۳ ۔شیعت تاریخ وافکار ص ۷۰۹)

''شیعہ لیڈر مظفر علی شمسی کی نماز جنازہ کے فرائض ملک مہدی حسن علوی (شیعہ) نے ادا کیے ،نماز جنازہ میں مولانا عبدالقادر آزاد، مولانا تاج محمود، مولانا ضیاء القاسمی، ڈاکٹر مناظر، میاں طفیل محمد، چوہدری غلام جیلانی کے علاوہ ہزاروں مداحوں نے شرکت کی''۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، شمارہ ۲۱ رجون ۱۹۷۶ء)

اسی طرح دیوبند کے بانی مولوی قاسم نے بھی شیعہ کی نماز جنازہ پڑھائی (سوانح قاسمی ج ۲ص ۷۱)

فتاوی رشیدیہ میں سوال ہوا کہ مرثیہ خوانوں اور تعزیہ داروں کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے کہ نہیں تو جواب میں مولوی صاحب فرماتے ہیں

یہ لوگ فاسق ہیں اور فاسق کی نماز جنازہ واجب پس ضرور پڑھنی چاہیے ۔(فتاوی رشیدیہ ص ۲۵۶)

کیا مرثیہ خواں اور تعزیہ دار تبرائی نہیں ہوتے ؟ اور اس کے باوجود ان کو کافر نہیں کہا ۔اور دیوبندیوں سے گزارش ہے کہ گنگوہی کا کوئی فتوی پیش کرنے سے پہلے مذکورہ فتوے سے رجوع دیکھائیں ۔

علمائے دیوبند اور تعزیہ داری

''اجمیر میں مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے

اہل تعزیہ کی نصرت کا فتویٰ دیا تھا‘‘۔

(الافاضات الیومیہ، مطبوعہ کراچی، جلد ۴، ص ۱۳۸، ۱۳۹)

ایک گھر کی گواہی

اب ہم دیوبندیوں کے گھر کی گواہی پیش کرتے ہیں جس میں ہمارے دعویٰ کو تسلیم کیا گیا ہے۔ دیوبندی مولوی لکھتا ہے

یہ حقیقت ناقابل تردید ہے کہ شیعت نے ------ ہمارے عقائد و اعمال کو مجروح کیا ہے۔ (ماہنامہ نفاذ خلافت راشدہ نومبر ۲۰۱۳ ص ۱۳)

تڑپ اٹھوں گئے کانپ اٹھو گئے سن کے داستاں اپنی

ان حوالہ جات پر ہی اکتفا کرتے ہوئے اس موضوع کو یہیں چھوڑ کر حافظ ساجد کے مضمون کی طرف بڑھتے ہیں۔

نوٹ: طوالت کے خوف کی وجہ سے اکثر عبارات پر تبصرہ سے پرہیز کیا گیا ہے۔ اور کتب اہلسنت کی طرف راہنمائی کی گئی ہے۔

اعتراضات کے جوابات

اعتراض: مولوی صاحب نے غلط بیانی سے کام لاتے ہوئے اعلیٰ حضرت کو مسلک بریلوی کا بانی کہا۔

الجواب: یہ معترض صاحب کا سفید جھوٹ ہے کہ اعلیٰ حضرت کسی فرقے کے بانی تھے۔ آپ بے شک چودھویں صدی کے مجدد اور اہل سنت کے بہت بڑے عالم تھے مگر کسی فرقہ کے بانی نہ تھے۔ اس مسئلہ تفصیل کے حضرت علامہ سعید احمد اسد صاحب کی کتاب وہابیت و بریلویت اور علامہ غلام مرتضیٰ ساقی صاحب کی کتاب اہل سنت اہل جنت کا مطالعہ فرمائیں۔ ہم یہاں پر دیوبند کے چند حوالے نقل کرتے ہیں جن میں انہوں نے خود اقرار کیا ہے کہ بریلوی اہلسنت ہیں۔

۱۔ دیوبندی مولوی یوسف لدھیانوی لکھتا ہے

الغرض یہ دونوں فریق (دیوبندی، بریلوی) اہلسنت والجماعت کے اصول و فرع میں متفق ہیں۔ (اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۳۶)

۲۔ اسی طرح مولوی مختار الدین لکھتا ہے

برصغیر پاک و ہند میں اہل سنت والجماعت کے دو بڑے مکاتب فکر یعنی دیوبندیوں بریلویوں میں ایک عرصہ سے اختلاف چلا آرہا ہے

(راہ محبت ص ۳۲)

نوٹ: اس کتاب پر بہت سے دیوبندی مولویوں کی تقاریظ ہیں اور دیوبندیوں کے تقریظ لکھنے والے پر بھی کتاب کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ (ہدیہ بریلویت)

۳۔ اکرم اعوان کہتا ہے کہ

دیوبندی، اہلحدیث اور بریلوی یہ سب اہلسنت ہیں

(نقوش ص ۵۶)

۴۔ مفتی عبدالقدوس صاحب لکھتے ہیں

دیوبندی بریلوی بنیادی طور پر دونوں اہل السنّت والجماعت اور فقہ حنفی کے پیروکار ہیں۔ (شیخ المشائخ نمبر ص ۳۱۱)

۵۔مولوی خالد محمود لکھتا ہے

ورنہ اہلسنت میں بریلوی اکابر ہرگز بشریت کے منکر نہیں تھے

(عبقات صفحہ ۶۱)

۶۔اسی طرح ایک اور دیوبندی نے بھی بریلوی حضرات کے اہلسنت ہونے کا اقرار کیا (حقیقی دستاویز ص ۲۵۷)

غلطی فہمی کا ازالہ

حضرت صاحب نے بار بار خود کو اہلسنت کہا ہے جو ان کی بہت بڑی غلط فہمی ہے۔یہ لوگ اہلسنت نہیں بلکہ وہابی اور اہلسنت سے خارج ہیں۔

[1] دیوبندی تبلیغی جماعت کے سربراہ دیوبندی مولوی منظور نعمانی لکھتے ہیں کہ ''اور ہم خود اپنے بارہ میں صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں۔ (سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی ص ۱۹۰)۔

[2] دیوبندی تبلیغی جماعت کے فضائل اعمال، فضائل صدقات وغیرہ کے مصنف مولوی زکریا نے کہا ہے کہ ''میں خود تم سب سے بڑا وہابی ہوں۔ (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۱۹۲

[3] دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب اپنی مسجد کے بارے میں لکھتے ہیں ''بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کیلئے کچھ مت لایا کرو۔ (اشرف السوانح ۱/۴۸)۔

[4] اسی دیوبندیوں کے مولوی رشید احمد نے یہ اقرار کیا ہے کہ وہابی دیوبندی عقائد میں متحد ہیں۔(فتاوی رشیدیہ ج ۱ ص ۱۱۹)

اور علماء دیوبند کی مستند ترین کتب شہاب ثاقب، المہند کے مطابق وہابی ''اہل سنت سے خارج'' خوارج کا گروہ ہے۔لہذا دیوبندی اپنے کتابوں سے اہل سنت سے خارج اور خوارج کا گروہ ٹھہرے۔

اعتراض۔

مولوی صاحب نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ وما کان وما یکون کا عقیدہ شیعوں کا بھی ہے اور بریلویوں کا بھی۔

الجواب۔میں کہتا ہوں اس جاہل معترض کو اتنا بھی نہیں پتہ کہ مماثلت تب ثابت ہوتی جب ہم بھی آئمہ کے بارے میں یہی عقیدہ جبکہ ہمارا آئمہ کے بارے میں ایسا کوئی عقیدہ نہیں ہے،لہذا ثابت ہوا کہ ان کے اور ہمارے عقیدہ میں مماثلت بلکل نہیں ہے۔اور رہ گئی یہ بات کہ ہم حضور ﷺ کو عالم ما کان و یکون مانتے ہیں اور وہ اپنے آئمہ کو اگر اس سے مماثلت ثابت ہوتی ہے اور ہم شیعہ قرار پاتے ہیں تو پھر اپنا حال بھی ملاحظہ ہندو گنگا جل کو متبرک مانے اور تم زم زم کو

تم روزہ رکھتے وہ بھی ایا س رکھتا ہے

وہ بھی نماز پڑھتے ہیں (گلدستہ توحید) تم بھی نماز پڑھتے ہو

لہذا اگر اس مماثلت ثابت ہوتی ہے تو پھر تم پکے ہندو ہو۔اگلی بات عرض ہے کہ بالفرض محال عقیدہ میں مماثلت بھی ہو تو اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ بندہ شیعہ ہو جاتا ہے۔دیکھو وہ اللہ کو معبود مانتے ہیں تم بھی اللہ کو معبود مانتے ہو کیا اس سے تم شیعہ ہو گئے؟ تو فقط کسی عقیدہ کا ایک جیسا ہونا برا نہیں ہوتا ۔یہ بہت بڑا مغالطہ ہے جو آجکل غیر مقلد وہابی اور گلابی وہابی دیوبندی پیش کرتے ہیں۔اگلی بات اگر یہ عقیدہ رکھنے سے بندہ شیعہ ہو جاتا ہے تو پھر ملاحظہ ہو

شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں

پروردگار نے آپ ﷺ کو ما کان و ما یکون کے علم و اسرار کا افاضہ فرمایا ہے۔(مدراج النبوت ج ا ص ۳۵) ایسے ہی ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں

پس حضور ﷺ نے ہمیں حوادث وواقعات وعجائب وغرائب قیامت تک پیدا ہونے والی ہر چیز بتادی (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۰۵)

اب ہمارا سوال ہے کہ اگر اس عقیدہ سے کسی کا شیعہ ہونا لازم آتا ہے تو کیا شاہ عبدالحق محدث بھی شیعہ تھے؟

اور آخر میں عرض ہے کہ اگر بالفرض محال اس سے عقیدہ کی مماثلت بھی ثابت ہو تو مولوی سرفراز صفدر کے نزدیک تو یہ بات اس عقیدہ کی حقانیت کی دلیل ہے کہ اس عقیدہ کے دلائل اتنے قوی ہیں کہ باطل فرقے بھی اس کو ماننے پر مجبور ہیں۔(المسلک المنصور ص ۳۹)

اعتراض۔

اگلا اعتراض یہ کیا کہ مولوی احمد رضا نے اصول کافی کو اپنے اور اپنے عقیدے کے لئے کافی قرار دیا۔اور اس پر دلیل یہ دی کہ اعلیٰ حضرت نے ایک عبارت کے اختتام پر یہ لکھا

کفانا الکافی فی الدارین۔(فتاوی افریقہ)

الجواب۔دیوبندی مکتب فکر کے مفتی اعظم محمد شفیع دیوبندی نے فرمایا ہے کہ ہمارے ہاں ''چھوٹا سا نقطہ اختلاف ہو تو اس کو بڑھا کر پہاڑ بنا دیا جاتا ہے ......چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ معرکہ جدال بنا ہوا ہے جس کے پیچھے غیبت ،جھوٹ ،ایذائے مسلم ،افتراء و بہتان اور تمسخر واستہزاء جیسے متفق علیہ کبیرہ گناہوں کی بھی پرواہ نہیں کی جاتی ''

(وحدت امت ۴۰)۔

یہی دیوبندی محمد شفیع کہتے ہیں کہ

'اپنے حریف کا استہزاء، تمسخر اور اس کو زیر کرنے کے لئے جھوٹے، سچے ،جائز و ناجائز حربے استعمال کرنا اختیار کرلیا، جس کے نتیجہ میں جنگ وجدال کا بازار تو گرم ہو گیا''

(وحدت امت ص ۱۹، ۲۰ مکتبہ خدام القرآن لاہور)

یعنی ایک تو دیوبندی چھوٹے سے نقطے کو بڑھا کے پہاڑ بنا دیتے ہے دوسرا اپنے حریف کا تمسخر اڑانے کے لئے ہر جائز ناجائز حربہ استعمال کرتے ہیں اور یہی کام اس معترض نے اپنے پورے مضمون میں کیا ہے۔ اگر معترض صاحب مکمل عبارت لکھنے کی زحمت گوارا کر لیتے تو سچے عشق رسول پر یوں بہتان نہ باندھتے مگر خدا غرق کرے تعصب کو جو انسان کو آنکھوں سے اندھا ہی نہیں بلکہ عقل سے بھی پیدل کر دیتا ہے۔ اعلی حضرت فرماتے ہیں

اور یہ مثل صلاۃ بالاستقلال ان تعظیموں میں سے نہیں جن کو شرع نے نبوت کے ساتھ خاص فرما دیا ہو تو وہی آیات و حدیث و ارشادات آئمہ قدیم و حدیث اس کے جواز میں بھی کافی کفانا الکافی فی لدارین (فتاوی افریقہ ص ۹۷)

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ اعلی حضرت تو آیات و حدیث و ارشادات آئمہ قدیم و حدیث کو کافی قرار دے رہے ہیں۔ نہ کہ اصول کافی کو۔ پتہ نہیں معترض صاحب کو دلوں کے حال کیسے معلوم ہونے لگے۔ رہ گئی بات فتاوی افریقہ کی عبارت کی تو یہی بات اخبار اخیار میں بھی موجود ہے۔

اعتراض۔

تیسرا اعتراض یہ کیا کہ احمد رضا نے دوران درود صحبہ لکھا جو ان کے شیعی عقائد کو واضح کر رہا ہے۔

الجواب۔ اس اعتراض سے معترض صاحب کی علمی قابلیت کی قلعی بھی کھل گئی اور ان کی جہالت بھی دن کے اجالے کی طرح واضح ہو گئی کیونکہ جس بندے کو جمع و واحد کا بھی نہیں پتہ وہ رونا اعلی حضرت پر اعتراض کرنے کو۔ اور اگلی بات اگر ایسا لکھنا شیعیت کی نشانی ہے تو یہ کام دیوبندیوں نے بھی کیا ہے۔ مولوی الیاس گھمن کے مواعظ میں شامل خطبات میں بھی یہی الفاظ ہیں (مواعظ متکلم اسلام ج ۲ ص ۶، ۲۷، ۷، ۱۰۰) اب معترض مذکورہ سے گزارش ہے کہ مولوی گھمن کو بھی شیعہ قرار دے یا گرمی سے آنے والے پسینے میں ڈوب کر مر جائے۔

اعتراض۔

اگلا اعتراض یہ کیا کہ ان کے نزدیک اغواث صرف حضرت علی سے لیکر حضرت حسن عسکری تک ہیں۔ اور جب غوثیت کبری حضرت علی کو ملی تو ان کے علاوہ غوث اعظم کون ہو سکتا ہے؟ احمد رضا نے بڑی چالاکی سے حضور ﷺ اور شیخ جیلانی کے نام سے شیعوں کے عقائد پھیلائے۔ (مسلک اعلی حضرت ص ۶)

الجواب: ہم داد دیتے ہیں معترض صاحب کی خیانت اور عبارات کی کتر و بیونت پر کہ جناب کس قدر بے بیباکی سے خوف خدا کو دل سے نکال کر یہ کام کر رہے ہیں اور آخرت میں مواخذے کو بھلائے بیٹھے ہیں۔ اگر جناب پوری عبارت ہی نقل فرما دیتے تو خود بخود ہی اعتراض کا جواب ہو جاتا۔ اعلی

حضرت بریلوی فرماتے ہیں

غوث اکبر و غوث ہر غوث حضور ﷺ ہیں ۔صدیق اکبر حضور ﷺ کے وزیر دست چپ تھے (اس سلطنت میں وزیر چپ وزیر دست راست سے اعلیٰ ہوتا ہے)اور فاروق اعظم دست راست ۔پھر امت میں سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر درجہ غوثیت پر فائز ہوئے ۔ا سکے بعد امیر المومنین حضرت عمر کو غوثیت مرحمت ہوئی ۔۔۔۔۔۔پھر حضرت علی کو۔۔۔اور پھر اما حسن سے امام عسکری تک یہ سب درجہ بدرجہ مستقل غوث ہوئے ۔امام حسن عسکری سے حضور غوث اعظم تک جتنے حضرات ہوئے وہ سب ان کے نائب ہوئے ۔ان کے بعد سیدنا غوث اعظم مستقل غوث ،حضور تنہا غوثیت کبریٰ کے درجہ پر فائز ہوئے (ملفوظات ص ۱۱۵)معترض صاحب نے آدھی عبارت نقل کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک صرف شیعوں کے بارہ امام غوث ہیں ۔جبکہ پوری عبارت سے واضح ہوگیا کہ اعلیٰ حضرت نے سب سے پہلے صدیق اکبر کو غوث قرار دیا کیا شیعہ ان کو غوث مانتے ہیں؟ ۔باقی یہ کہنا کہ یہ حضرات شیعوں کے امام ہیں تو یہ غلط ہے یہ اہل سنت کے بھی امام ہیں (شیعہ مذہب از عاشق الٰہی بلندشہری ص ۲۰ ،عبقات صفحہ ۴۵)مگر ہم ان کو معصوم اور نظام مملکت کے لئے خلیفہ نہیں مانتے ۔یہی بات قاضی ثنا اللہ پانی پتی نے بھی لکھی ہے ۔آپ ؒ فرماتے ہیں کہ

کارخانہ ولایت کے فیوض پہلے ایک شخص پر نازل ہوئے ،پھر اس سے تقسیم ہو کر ہر زمانے کے اولیا کو ملا اور کسی ولی کو ان کے توسط کے بغیر فیض نہ ملا ۔حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر ؒ کے ظہور سے قبل یہ منصب حضرت حسن عسکری ؓ کی روح سے متعلق تھا ،جب غوث الثقلین پیدا ہوئے تو یہ منصب آپ کے متعلق ہوا اور امام محمد مہدی کے ظہور تک یہ منصب حضرت غوث الثقلین کی روح سے متعلق رہے گا ۔اس لئے آپ نے فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے (السیف المسلول صفحہ ۵۲۷)

اگلی بات اگر کسی کو غوث ماننا بھی شیعی عقیدہ ہے تو یہ عقیدہ بھی دیوبندیوں میں پایا جاتا ہے ۔ملاحظہ ہو

(صراط مستقیم ص ۶۷،۱۸۱،امداد المشتاق ص ۴۳،تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۰۶،اشرف الجواب ج ۲ ص ۸۳)

بلکہ انہوں نے تو رشید گنگوہی کو بھی غوث اعظم قرار دیا (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۲)

اعتراض ۔

اگلا اعتراض دعائے سیفی پر کیا

الجواب :یہ دعا اعلیٰ حضرت نے خود نہیں گھڑھی بلکہ شاہ ولی اللہ ؒ سے انتباہ فی سلاسل اولیا اللہ سے نقل فرمائی ہے ۔لہذا اگر کوئی فتوی لگانا ہے تو شاہ صاحب پر لگاؤ ۔کیونکہ تمہارے مولوی کے مطابق فتوی ناقل پر نہیں اصل پر

لگے گا۔(بریلویت کا شیش محل ص ۳۱)

اعتراض۔

اگلا اعتراض یہ کیا کہ امام احمد رضا نے شیعہ کی خاص اصطلاح علم جفر کا اقرار کیا۔

الجواب: قارئین کرام علم جفر ایک مستقل علم ہے اسکی متعدد کتب ہیں۔ابن عربیؒ نے بھی اس علم میں ایک اہم کتاب لکھی ہے اس کو شروع کرنے سے پہلے چند اسماء کا ذکر کرنا ہوتا ہے۔خواب میں حضور ﷺ کی اجازت ہوتی ہے۔اگر حضور ﷺ اجازت دیں تو اس فن کو شروع کرے ورنہ چھوڑ دے(ملفوظات ص ۱۴۹۔۱۵۰) کیا جو علوم قدیم زمانے سے آرہے ہوں اور جن کو حضور ﷺ کی اجازت سے شروع کیا جاتا ہو۔ان کو جان لینے سے انسان شیعہ ہو جاتا ہے؟۔پھر یہ قابل غور حقیقت ہے کہ جن علوم سے شریعت نے منع نہیں کیا ان پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہوسکتی۔نحو اور بلاغت کے بڑے بڑے آئمہ معتزلی ہوئے ہیں۔کیا ان علوم میں مہارت حاصل کرنے والا معتزلی ہو جائے گا۔پھر شاہ عبدالعزیز کے نزدیک کسی بھی علم کو سیکھنا ممنوع نہیں۔جیسا کہ تفسیر عزیزی وفتاوی عزیزی میں موجود ہے۔

اعتراض۔

اعلی حضرت نے حضرت علی کو ابوالائمہ الطاہرین کہا جو بہت حد تک حقیقت حال کو واضح کررہی ہے۔

الجواب: جوابا عرض ہے کہ دیوبندیوں کو تسلیم ہے کہ حضرت علیؓ اہل بیت میں داخل ہیں (تقویۃ الایمان مع تزکیر الاخوان ص ۱۸۲) اہل بیت کا طاہر ہونا تو خود قرآن سے ثابت ہے۔کیا معترض صاحب کے نزدیک اہل بیت طاہر نہیں۔اگر ہیں تو پھر اعتراض کیسا۔پھر جہاں تک لفظ ابوالائمہ کی بات ہے تو یہ لفظ حضرت علی کے لئے خود دیوبندیوں نے بھی استعمال کیا ہے۔مولوی عبدالشکور لکھنوی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے "ابوالائمہ حضرت علی کی تعلیمات"۔

اور اگر تم نے یہ فضول اعتراض کیا ہے تو اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں کیونکہ تمہارے مولوی کے نزدیک تو امام حسین کو امام کہنا بھی شیعت ہے۔(ندائے منبر ومحراب ج ۲) جو بخوبی تم لوگوں میں بھی پائی جاتی ہے۔مثلا قاسم نانوتو کی کتاب کا نام ہے شہادت امام حسین اور کردار یزید۔اسی طرح قاری طیب نے بھی یہ لفظ استعمال کیا ہے (شہید کربلا اور یزید ص ۵)

اور مولوی احمد علی لاہوری نے بھی یہ کام کیا (شہادت حسین ص ۲۹۶)

اور یہی کام مولوی عنایت نے اپنی کتاب میں جگہ جگہ کیا ہے (باغ جنت ص ۵۳۵)

اعتراض۔

جیسے شیعہ حضرت علیؓ کو قسیم النار کہتے ہیں احمد رضا نے بھی کہا (الامن والعلی)

الجواب: جوابا عرض ہے کہ اعلی حضرت نے تو حضرت علیؓ کا قول نقل کیا ہے

۔اور آگے اس کا حوالہ بھی دیا ہے۔یہ قول کنز العمال کی ج ۱۳ ص ۱۵۲ پر حدیث نمبر ۳۶۴۷۵ کے تحت موجود ہے۔اب کیا حضرت علیؓ شیعہ تھے۔؟

اعتراض:

اگلا اعتراض یہ کیا کہ جس طرح شیعوں کو عقیدہ ہے کہ امام کے بغیر زمین باقی نہیں رہے گی ایسے ہی تمہارا عقیدہ ہے کہ بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔

الجواب: یہ اللہ کے وہ بندے ہیں کہ عرض وسماں کی تسخیر ان کے کنٹرول میں ہے (لقمان ۲۰) ان کی وفات پر ارض و سماء روتے ہیں (ترمذی) انکی نیکیوں کی وجہ سے ارض وسماں کو برکت ملتی ہے اور جب دنیا میں ایک بھی اللہ اللہ کرنے والا نہیں رہے گا تو قیامت آجائے گی (مشکوۃ ص ۴۸۰) اور طبرانی میں ہے کہ ابدال میری امت میں تیس ہیں ان ہی کی وجہ سے زمین قائم ہے۔اب بھی اگر سمجھ نہیں آئی تو ہم آپکو آپکے گھر لئے چلتے ہیں۔مولوی تھانوی صاحب لکھتے ہیں

حاجی امداد اللہ نے فرمایا) کہ کوئی جگہ اولیا اللہ سے خالی نہیں ہے۔۔۔۔حرم مکہ مکرمہ میں نماز پنجگانہ میں ۳۶۰ اولیا شریک ہوتے ہیں اور جب اولیا باقی نہیں رہیں گے تو قیامت ہوگی اولیا اللہ عائم عالم کے ہیں یعنی ستون (امداد المشتاق ص ۲۶) اب اس پر حاشیہ لکھتے ہوئے مولوی تھانوی لکھتا ہے

کیونکہ ان کے باقی نہ رہنے سے مومنین بھی باقی نہ رہے گئے اور مومنین کے باقی نہ رہنے پر قیامت کا آجانا احادیث میں وارد ہے (امداد المشتاق ص ۲۶)

اعتراض۔

اگلا اعتراض یہ کیا کہ جیسے شیعہ کا عقیدہ ہے کہ آئمہ ہر چیز کا علم رکھتے ہیں ایسے ہی عقیدہ احمد رضا خان اور اس کے متبعین کا انبیا اور اولیا کے لئے ہے۔

الجواب: اب کوئی اس کذاب مفتری سے پوچھے کہ ہم نے کہاں یہ عقیدہ اولیا کے بارے میں رکھا ہے؟ ہمارا عقیدہ حضور ﷺ کے لئے ما کان و ما یکون کا ضرور ہے مگر اس کے علاوہ اور کسی کے لئے ہم یہ عقیدہ نہیں رکھتے اور اس پر بحث اعتراض نمبر ا میں ہو چکی۔مزید تفصیل ہمارے مضمون اہلسنت کون میں ملاحظہ کریں۔

اعتراض۔

پھر یہ اعتراض کیا ہے کہ شیعہ بھی اپنے آئمہ کے لئے ما فی ارحام کا اور دیوار کے پیچھے کا علم مانتے ہیں تم بھی مانتے ہو۔

پہلی بات تو یہ کہ اس سے عقیدہ میں مماثلث کیسے لازم آتی ہے؟ کیا ہم آئمہ کے لئے یہ عقیدہ رکھتے ہیں؟ اور اسی اصول سے تم یہودی ٹھہرے کیونکہ تم بھی حضرت موسیٰ کو نبی مانتے ہو اور یہودی بھی مانتے ہیں۔بلکہ تم تو

مشرک بھی ہو گئے کیونکہ مشرکین مکہ بھی اللہ تعالی کو خالق و مالک مانتے تھے تم بھی مانتے ہو۔لہذا پہلے اپنے مشرک ہونے کا اعلان کرو پھر ہم پر شیعیت کا الزام لگانا ۔اور قارئین یہاں توجہ کریں کے اگر یہ عقیدہ نبی اکرم کے بارے میں رکھا جائے تو غلط ہے اور شیعوں کی ترجمانی ہے مگر یہی عقیدہ اپنے مولوی کے بارے میں رکھا جائے تو ان کی توحید میں کوئی فرق نہیں آتا۔(ارواح ثلاثہ،سوانح قاسمی)ان لوگوں کے اسی تضاد کو دیکھنے کے لئے زلزلہ وزیر وزبر پڑھیں ۔علامہ ارشد صاحب نے ان کو بیچ چوراہے میں ننگا کر دیا ہے کہ اگر ایک عقیدہ انبیا کہ بارے میں رکھا جائے تو شرک لیکن دوسری طرف وہی عقیدہ اپنے بزرگوں کے بارے میں رکھا جاتا ہے۔

اگلی بات یہ بات معترض صاحب نے اپنے گھٹیا عقیدے کو چھپانے کے لئے لکھی ہے ۔ان کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں (البراہین القاطعہ)باقی اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے عبارات اکابر کا تنقیدی جائزہ ملاحظہ ہو۔

اعتراض۔

پھر یہ اعتراض کیا کہ اعلی حضرت نے ساری زندگی انگریز کے خلاف چلنے والی ہر تحریک کی مخالفت کی ۔

الجواب:معترض صاحب کا یہ فرض تھا کہ اتنا بڑا الزام لگایا ہے تو کوئی ثبوت بھی دیتا مگر ثبوت تو جناب کوے کا شوربہ سمجھ کر ہڑپ کر گئے اور بس الزم لگا کر آگے نکل گئے ۔اگر ان میں کوئی غیرت وحمیت ہوتی تو حوالہ جات ضرور پیش کرتے مگر ہم ان کو آئینہ دیکھاتے ہیں کہ انگریز کی محبت میں باغیوں سے جنگ کس نے کی ۔قارئین اگر تزکرۃ الرشید کے عنوان الزام بغاوت کا مطالعہ کیا جائے تو اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انگریز کا پھٹو کون ہے(تزکرۃ الرشید ج ا ص ۷۹)پھر یہ بھی دیکھا جائے کہ انگریزوں سے ۶۰۰ روپے ماہانہ اشرف علی تھانوی کو کیوں ملے ۔(مکالمۃ الصدرین)اور دیوبند کے مہتمم کو ۲۵۰ روپے سے کیوں نوازا جاتا تھا۔(ملفوظات عبید اللہ سندھی)اور ریشمی رومال تحریک کی خبریں انگریزوں کو اچرف علی تھانوی نے کیوں پہنچائیں؟ کیوں مولوی احسن نانوتی نے انگریز کے خ اف بغاوت خلاف بغاوت خلاف قانون قرار دی(مولانا احسن نانوتوی ص ۵۰) کیوں مولوی اشرف علی تھانوی کو انگریزوں نے آرام سے رکھا (ملفوظات حصہ ششم ص ۶۸)

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

نہ تم بکواس یوں کرتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ ہی رسوائیاں ہوتی

مزید تفصیل کے لئے علامہ عطا اللہ بندیالوی کی کتاب انگریز کا ایجنٹ کون کا مطالعہ فرمائیں ۔

اور جہاں تک مکالمۃ الصدرین کی بات ہے تو خود شبیر احمد عثمانی نے اس

کتاب کو پڑھنے کے بعد چھپوایا تھا۔(حیات عثمانی ص ۲۸۰)اور اشرف علی کو ۶۰۰ روپے ملنے والی بات کی تائید آرام پہچانے والے حوالے سے ہوتی ہے۔

اعتراض:

پھر یہ اعتراض کیا کہ اعلی حضرت دیوبندیوں مولویوں کو کافر و مرتد بناتے رہے؟

تو جوابا عرض ہے کہ معترض صاحب نے ایک نقطے کی یہاں کمی کی ہے اگر وہ نقطہ لگا دیتے تو بات صاف ہوجاتی کہ اعلی حضرت نے تو بقول اشرف علی تھانوی تمہیں کافر بتایا تھا بنایا نہیں۔(افاضات ج ۹ ص ۲۹)اعلی حضرت نے تمہارے مولویوں کو نہیں کہا تھا کہ حضورﷺ کی شان میں گستاخیاں کرو یہ بکواسات خود انہوں نے کی تھی جن پر علمائے عرب وعجم نے ان پر کفر کا فتوی دیا تھا۔جو آج بھی حسام الحرمین کے نام سے تمہارے سروں پر کھلی تلوار ہے۔باقی خود تمہارے مولوی نے اقرار کیا ہے کہ اگر احمد رضا خان کفر کا فتوی نہ لگاتے تو خود کافر ہوجاتے۔(اشد العذاب ص۱۳)باقی مسلمانوں کو کافر و مرتد کون بناتا ہے اس کا اقرار خود دیوبندی مولوی کی زبانی سنئے لکھتا ہے

ہمارا زورِ زبان اور زورِ قلم جس شان سے اپنے اختلافی مسائل میں جہاد کرتا ہے،اس کا کوئی حصہ سرحدات اور اصولِ ایمانی پر ہونے والی یلغار کے مقابلہ میں کیوں صرف نہیں ہوتا؟ مسلمانوں کو مرتد بنانے والی کوششوں کے بالمقابل ہم سب بنیانِ مرصوص کیوں نہیں بن جاتے؟''

(وحدت امت،۴۳۴۳)

لہذا ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا فر و مرتد دیوبندی بناتے ہیں۔

مولانا معین الدین اجمیری نے اپنے اقوال سے رجوع کرلیا تھا (دعوت فکر)اور کسی کے مرجوع قول کو پیش کرنا گوہ کھانے کے برابر ہے (مناظرہ کوہاٹ)

اعتراض:اگلا اعتراض یہ کیا کہ جیسے شیعہ اپنی کنیزوں کی شرم گاہ دوسروں کو عاریۃ دیتے اور فخر محسوس کرتے ہیں ایسے اعلی حضرت نے اپنی گھر والیوں کو سید صاحب کی باندیاں قرار دیا۔

الجواب:حوالہ کے ہیر پھیر سے قطع نظر ہم معترض صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس بات میں مماثلت کہاں ہے؟شیعہ اپنی کنیزوں کی شرم گاہ عاریۃ دیتے ہیں استغفر اللہ اعلی حضرت نے ایسا کوئی کام نہیں کیا۔اور نہ یہ معترض صاحب ایسا کوئی حوالہ پیش کرسکا۔ہمارے قارئین کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ معترض صاحب کی علمی حثیت کیا ہے اور ان کے اعتراضات میں کتنا وزن ہے۔ہم اب بھی کہتے ہیں اگر معترض صاحب میں کوئی غیرت ہے تو ایسا حوالہ پیش کریں جس میں اعلی حضرت اپنی کنیزوں کی شرم گاہ پیش ہو۔اگر نہ پیش کرسکو تو اس آگ سے ڈرو جناب جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

اعتراض: پھر یہ اعتراض کیا کہ جس طرح شیعہ کا عقیدہ ہے کہ آئمہ کے بارے میں ہے کہ وہ دنیا و آخرت کے مالک ہیں جس کو چاہیے جو مرضی دیں ایسے ہی تمہارا بھی عقیدہ ہے۔

الجواب: شیخ عبدالحق محدث دہلوی حضرت ربیعہ والی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

تو معلوم ہوا کہ تمام اختیارات آپ ﷺ کے دست کرامت میں ہیں جو چاہیں جس کو چاہیں اللہ کے اذن سے عطا کریں۔آپ کی عطا کا ایک حصہ دنیا و آخرت ہے۔(اشعۃ اللمعات ج ا ص ۳۹۶)

اسی طرح شیخ محقق حدیث لو اقسم علی اللہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اگر وہ اللہ سے سوال کرے اور قسم کھائے کہ اللہ تعالی ایسا کرے گا تو البتہ اللہ ویسا ہی کرے گا۔(لمعات)

نوٹ: اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ شیخ محقق کو حضور ﷺ کی زیارت ہوا کرتی تھی (افاضات الیومیہ ج ۹ ص ۱۰۸)

ملاں علی قاری فرماتے ہیں

اللہ تعالی نے جنت کی زمین حضور ﷺ کی جاگیر کردی ہے اس میں سے جتنی چاہیں، جسے چاہیں بخشش دیں۔(المرقاۃ ۲ ص ۳۲۳)

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں

واذا صار ذلک النور ید الہ قدر علی تصرف فی السھل والصعب وا لقریب والبعید (تفسیر کبیر ج ۵ ص ۴۸۰)

غوث پاک فرماتے ہیں

ثم قدیرد الیہ التکوین فیکون جمیع ما یحتاج الیہ باذن اللہ وھو قلہ جل و علا فی بعض کتبہ یا ابن آدم انا اللہ الذی لا الہ الا اقول للشیء کن فیکون اطعنی اجعلک تقول للشیء کن فیکون (فتوح الغیب مع بہجۃ الاسرار ص ۱۰۹)

محمود الحسن دیوبندی آیت پڑھ کر کہا کہ

آپ بعد از خدا مالک عالم ہیں......القصہ آپ اصل میں مالک ہیں (ادلہ کاملہ ص ۱۲)

اسماعیل دہلوی لکھتا ہے

اس طرح مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ کے صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے مطلق ماذون ہوتے ہیں ان بزرگوں کو پہنچتا ہے کہ تمام کلیات کو اپنی طرف نسبت کتیں مثلا ان کو جائز ہے کہ کہیں عرش سے لے کر فرش تک ہماری سلطنت ہے (صراط مستقیم ص ۱۳۹)

مزید لکھا کہ

پس حکیم مطلق ان کو تصرفات کونیہ میں واسطہ بنا تا ہے (منصب امامت ص ۱۲۵)

مولوی سرفراز صفدر امام اعظم کے بارے میں لکھتا ہے

ولی کے منہ سے نکلی تھی جو بات وہ ہو کے رہی (مقام ابی حنیفہ ص ۱۴۸)
لہذا گزارش ہے کہ ان حضرات کو بھی شیعہ قرار دیا جائے ۔ورنہ اس قسم کی الزام تراشی سے توبہ کی جائے ۔

اعتراض: اعلی حضرت کے شیعہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ جس خاندان میں بیعت تھے وہ تقیہ باز شیعہ تھا۔

الجواب:اس بندے نے یہ کتاب لکھتے وقت قسم کھا رکھی تھی کہ جو حوالہ بھی دینا ہے اس میں خیانت ضرور کرنی ہے ۔اس معاملہ میں تو اس نے اپنے رئیس المحرفین کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔معترض صاحب نے ایک کتاب کے چند حوالہ جات سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی کہ خاندان برکات شیعہ تھا تو اس سلسلہ میں پہلی بات یہ کہ یہ کہاں کا اصول ہے کہ اگر کوئی شیعہ کسی سنی کو امداد کرتا ہے تو وہ سنی نہیں شیعہ ہے؟ اگر ایسی بات ہے تو انگریزوں کا مذہب عیسائیت ہے اور انہوں نے مولوی اشرف علی کو ۶۰۰ اور مہتم دیوبندیوں کو ۲۵۰ ماہانہ دیے۔کیا اس سے اپنے مولویوں کو عیسائی کہو گے۔اور پھر حال ہی میں مفتی نعیم دیوبندی نے اپنے مفادات کے لئے پیپلز پارٹی کے ساتھ اتحاد کا اعلان کیا ہے لہذا اس کو بھی شیعہ قرار دیا جائے ۔

پھر جناب نے حوالہ دینے میں بھی خیانت کی ۔جناب نے لکھا کہ شاہ حمزہ کو نواب سراج الدولہ سے امداد ملتی تھی جبکہ اس جگہ میں نواب سرج الدولہ کا نہیں بلکہ نواب احمد خاں بنگش والی فرخ آباد کا ذکر ہے۔اور دیوبندیوں کا اقرار ہے کہ یہ سنی ریاست تھی (شیعت تاریخ وافکار ص ۵۰۶)
اسی طرح حضرت اچھے میاں کے حوالہ کی پوری عبارت اس طرح ہے
بادشاہ عالی گہر شاہ عالم نے اپنے فرمان اور فرمان بازو نواب آصف الدولہ کے ذریعے (ص ۴۴)
ان دونوں مکمل حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ نواب آصف الدولہ کا تو امداد سے تعلق نہیں ۔اب حوالا جات میں ہیر پھیر کر کے کسی پر بہتان لگانا یہ کہاں کی ایمانی فراست ہے؟ باقی حوالہ جات کا فی الحال جواب یہ کیونکہ اعلی حضرت حضور اچھے میاں کے مرید تھے جنکو تم شیعہ ثابت نہ کر سکے لہذا اس کے بعد کوئی بالفرض شیعہ ہو یا نہ ہو اس سے اعلی حضرت پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا ۔

اعتراض: نور وبشر،علم غیب،مختار کل،حاظر وناظر ان سب کا ماخذ شیعی کتب ہی ہیں اور یہ عقائد شیعہ کے ہیں جو اعلی حضرت نے عشق کے نام پر پھیلائے ہیں ۔

الجواب: پہلی بات یہ کہ ان عقائد کا ماخذ قرآن و سنت ہے شیعی کتب نہیں ۔ان مسائل پر تفصیل سے بحث کرنے کی بجائے ہم یہاں دیوبندیوں کے چند حوالہ جات پیش کرتے ہیں جس سے یہ ثابت ہوگا کہ وہ بھی ان عقائد کو تسلیم کرتے ہیں ۔

نبی پاک ﷺ کا عطائی علم غیب۔

❁ اشرفعلی تھانوی صاحب نے حفظ الایمان میں بچوں ،پاگلوں اور جانوروں تک کیلئے علم غیب کا اقرار کیا ہے لکھتے ہیں کہ

''ایسا علم غیب تو زید وعمر و بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کیلئے بھی حاصل ہے'' (حفظ الایمان ص ۸)

❁ یہی بات توضیح البیان ص ۲۱، الشہاب الثاقب ص ۲۵۱، عبارات اکابر ص ۱۸۷، مقامع الحدید ص ۷۰، توضیح تحقیقات ص ۶، ہدیہ بریلویت ص ۴۰۰، بریلویت کا شیش محل ص ۷۶، دیوبند سے بریلی ص ۸۳، مولانا احمد رضا خان حقیقت کے آئینہ میں)

❁ اسی طرح مولوی فردوس شاہ دیوبندی نے لکھا کہ

اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مولانا بھی علم غیب عطائی کے قائل ہیں۔

(چراغ سنت ص ۲۰۸)

❁ اسی طرح دیوبندیوں نے حضور ﷺ کے علم غیب کلی کے بارے میں جو موقف ہمارا ہے اس موقف کو تسلیم کیا۔

(مولانا احمد رضا خان حقیقت کے آئینہ میں ص ۳۶ تا ۳۸)

❁ مولوی اوصاف لکھتا ہے

خدا تعالی کے سوا جس کو بھی علم غیب حاصل ہے وہ عطائی ہے۔ (دیوبند سے بریلی ص ۹۲)

❁ دیوبندی مولوی مرتضی حسین چاند پوری اپنی کتاب میں تھانوی کی اس عبارت کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''حفظ الایمان'' میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم ﷺ کو **علم غیب با عطائے الٰہی حاصل ہے''**

(توضیح البیان فی حفظ الایمان صفحہ ۵)

❁❁ ''بیان بالا سے ثابت ہوا کہ سرور دو عالم ﷺ کو جو علم غیب حاصل ہے۔نہ اس میں گفتگو ہے۔نہ یہاں ہوسکتی ہے

(توضیح البیان علی حفظ الایمان ص ۱۳، از مرتضی حسن دربھنگی)۷۷

❁ صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں

''صاحب حفظ الایمان کا مدعی تو یہ ہے کہ سرور عالم ﷺ کو **باوجود علم غیب عطائی ہونے کے** عالم الغیب کہنا جائز نہیں

(توضیح البیان فی حفظ الایمان صفحہ ۱۳)

اسی طرح قاسم نانوتی نے حضور ﷺ کے لئے اولین وآخرین کا علم تسلیم کیا (تحذیر الناس) ایسے ہی لکھا کہ

اس صورت میں آپ کا علم وہ خدا ہی کا علم ہوا اور آپ کا کہا خدا ہی کا

کہا نکلا

(فیوض قاسمیہ ص۴۲)

❁ پھر دیوبندیوں کے مرکزی پیر نے بھی انبیا واولیا کے لیئے علم غیب تسلیم کیا

(امداد مشتاق ص ۷۹)

❁ یاد رہے دیوبندیوں کے نزدیک حاجی صاحب کی زبان فرمان رحمان کی ترجمان تھی (تزکرۃ الرشید ص۸۲)

حاظر و ناظر

❁ دیوبندیوں نے تسلیم کیا کہ پیر روحانی طور پر ہر جگہ موجود ہوتا ہے۔

(امداد السلوک ص ۶۷)

جب پیر ہر جگہ ہے تو حضور ﷺ بھی ہر جگہ روحانی طور پر موجود ہیں کیونکہ آپ ہر کمال کی اصل ہے (الشہاب الثاقب)

❁ ایسے ہی اس بات کا بھی اقرار کیا کہ ایک امتی کے لیئے ذات اقدس سے اکتساب فیضان ہر وقت ممکن ہے

(عشق رسول اور علمائے دیوبند ص ۱۵۳)

یاد رہے اس کتاب پر بہت سے دیوبندی مولویوں کی تقاریز موجود ہیں۔ اور دیوبندیوں کے نزدیک مقرظ پر بھی کتاب کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے (ہدیہ بریلویت)

❁ پھر انور شاہ کشمیری نے مانا ہے کہ اولیا کرام اشیا کو موجود ہونے سے پہلے ہی دیکھ لیتے ہیں۔ (فیض الباری ج ا ص ۱۸۲)

❁ تھانوی نے الخھری مجذوب کے بارے میں لکھا کہ آپ نے بیک وقت ۳۰ شہروں میں جمعہ پڑھایا

(جمال اولیا ص ۲۲۳)

❁ ایسے ہی ایک ابدال کے بارے میں لکھا کہ وہ ایک وقت میں کئی شہروں میں ہوتا تھا۔ (امداد المشتاق)

❁ اسی طرح شبیر عثمانی نے لکھا کہ

رسول اللہ اپنے امتیوں کے بارے میں حالات سے پورے واقف ہیں ان کی صداقت وعدالت پر گواہ ہوں گے

(تفسیر عثمانی ص ۲۷)

❁ ایسی قسم کی بات شفیع عثمانی نے بھی لکھی ہے (تفسیر معارف القرآن ج ۷ ص ۱۷۶)

❁ ایسے ہی خلیل احمد نے بھی آپ کے لئے اعمال امت کی آگاہی اور اس دنیا میں آنا تسلیم کیا ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۲۰۳، ۲۰۴)

❁ اسی طرح دیوبندیوں نے بیداری میں بھی حضور انور کی زیارت کو تسلیم کیا ہے۔ (فیض الباری، افاضات الیومیہ، دعوۃ حق)

مختار کل

❁ محمود الحسن دیوبندی آیت پڑھ کر کہا کہ

آپ بعد از خدا مالک عالم ہیں...... القصہ آپ اصل میں مالک ہیں

(ادلہ کاملہ ص ۱۲)

❁ اسماعیل دہلوی لکھتا ہے

اس طرح مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ کے صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے مطلق ماذون ہوتے ہیں ان بزرگوں کو پہنچتا ہے کہ تمام کلیات کو اپنی طرف نسبت کتیں مثلاً ان کو جائز ہے کہ کہیں عرش سے لے کر فرش تک ہماری سلطنت ہے (صراط مستقیم ص ۱۳۹)

❁ عنایت علی شاہ نے لکھا

شاہ کر دیتے ہیں پیغمبر گدا کو دیکھ کر
بخشش دیتے ہیں خزانے بے نوا کو دیکھ کر

(باغ جنت ص ۴۰۱)

❁ سرفراز گھگڑوی نے لکھا کہ

امت کو جو کچھ ظاہری اور باطنی کامیابیاں نصیب ہوئیں ہیں وہ آپ ہی کی بدولت اور آپ کی وجہ سے ہی اللہ نے عطا کی ہیں

(دل کا سرور ص ۱۵۲)

❁ قاسم نانوتوی نے معجزے کا مقدور انبیا ہو تسلیم کیا۔ (تحذیر الناس ص ۸)

❁ تھانوی نے تسلیم کیا کہ کرامات ارادے سے صادر ہوتی ہیں۔

(البوادر النوادر ص ۸۰)

❁ رشید احمد گنگوہی نے کہا کہ اولیا کے تصرفات ان کی وفات کے بعد بھی باقی رہتے ہیں (تذکرۃ الرشید ۱۲۴)

نور و بشر

❁ یہاں پر دیوبندی اہلسنت پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ نبی کو بشر نہیں مانتے۔ یہ ان کا جھوٹ ہے جس پر خود ان کے گھر والوں نے بھی احتجاج کیا ہے۔

مولوی مختار الدین نعیمی لکھتا ہے

اسی طرح بریلوی مکتب فکر کے بعض علما نبی اکرم کی بشریت کا انکار کرتے ہیں...... یہ ان کے ساتھ بہت زیادتی اور ظلم ہے

(راہ محبت ص ۴۰)

❁ ایسے ہی ایوب قادری دیوبندی نے لکھا کہ بریلوی علما نبی کی بشریت کا میلاد مناتے ہیں۔ (۵۰۰ سوالات ص ۵۳)

❁ مولوی خیر محمد جالندھری دیوبندی لکھتا ہے

آنحضرت نورِ ہدایت بھی ہیں ۔۔اور جسمانی طور پر بھی آپ میں کافی نور شامل ہے۔ (خیر الفتاوی ج ا ص ۱۳۸)

مزید لکھا کہ جو آپ ﷺ کو نور من نور اللہ کہا جاتا ہے یہ اضافت محض تشریفی ہے

(ص ۱۴۶)

❁ رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے کہا کہ

نور سے مراد حبیب خدا کی ذات ہے

(امداد السلوک ص ۲۰۱)

ایسے ہی لکھا

تواتر سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا اور ظاہر ہے نور کے علاوہ ہر جسم کا سایہ ضرور ہوتا ہے (ایضا)

نوٹ: دیوبندیوں نے اب جدید ایڈیشن سے تواتر کا لفظ ختم کر کے ''شہرت'' کا لفظ لکھ دیا ہے۔

عنائیت علی شاہ دیوبندی نے لکھا

جسم پاک ان کا سراپا نور تھا

اس لئے سائے سے بالکل دور تھا

(باغ جنت ۳۵۹)

❁ مولوی عزیز الرحمن مجذوب نے لکھ

سارا بدن حضور کا جب نور ہوگیا

پھر دور کیا ہے سایہ اگر دور ہوگیا

(کشکول مجذوب ص ۹۲)

❁ مفتی عنایت احمد نے لکھا

آپ کا بدن نور تھا ۔۔اسی سبب سے آپ کا سایہ نہ تھا

اس لئے کہ سایہ جسم کثیف ظلمانی کا ہوتا ہے نہ لطیف و نورانی کا

(تواریخ حبیب الہ ص ۲۰۷)

کتاب ''تواریخ حبیب الہ'' کی تائید دیوبندیوں نے کی ہے۔

(نشر الطیب ص ۹ ،تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۳۵۶)

❁ اشرف علی تھانوی دیوبندی نے لکھا

(اللہ نے) اپنے نور کے فیض سے (نور محمدی) پیدا کیا

(نشر الطیب ص ۱۱)

❁ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے لکھا

سو اول ہی ہے ہر طرح ان کا نور

(کلام شاہ اسماعیل ص ۳۲)

اسی طرح اس نے آپ ﷺ کو نور مجسم بھی تسلیم کیا

(منصب امامت)

مزید لکھا

اسی طرح جب یہ بشری لباس والے پاک لوگ

(منصب امامت ص ۲۵)

❀ مولوی عنایت دیوبندی نے بھی آپ ﷺ کو نور مجسم کہا

(باغ جنت ۶۹ ۳)

❀ ایسے ہی مفتی جمیل احمد تھانوی دیوبندی نے بھی حضور ﷺ کے نور مجسم ہونے کا اقرار کیا ہے

(عشق رسول اور علمائے دیوبند ص ۳۸۲)

❀ بانی دیوبند قاسم نانوتی نے لکھا کہ

رہا جمال پر تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کسی نے جز ستار
کہاں وہ رتبہ کہاں عقل نارسا اپنی
کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدہ زار

(فضائل درود شریف ص ۱۱۹،۱۸۸)

ایسے ہی کہا

انبیا بشریت اور ملکیت دونوں کے جامع ہوتے ہیں اور انکی قوت ملکیہ انبیا سے زیادہ ہوتی ہے (قاسم العلوم)

لہذا اگر شیعہ کہنا ہے تو ان کو بھی کہو۔ پھر اس سلسلہ میں ایک بات اور عرض ہے کہ ان مسائل سے انکار قادیانیوں نے بھی کیا ہے تو اگر ہم اثبات سے بقول تمہارے شیعہ بنتے ہیں تو تم اپنے اصول سے قادیانی۔ اور اس پر ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ان کے انکار کا ماخذ بھی قادیانی کتب ہیں۔ اب جو تمہارا جواب وہی ہمارا۔ اور مزے کی بات یہ کہ خود تھانوی نے بھی اقرار کیا ہے کہ دیوبندیوں اور قادیانیوں کا توحید میں کوئی اختلاف نہیں۔ (سچی باتیں صفحہ ۲۱۳) اور نورالدین بھیروی نے بھی کہا کہ میں توحید تقویۃ الایمان سے پڑھی۔

ان مسائل پر تفصیل کے لئے مختلف کتب اہلسنت ملاحظہ کریں۔

اعتراض: جس طرح شیعوں نے اذان میں علی ولی اللہ کے الفاظ کا اضافہ کیا ایسے ہی بریلویوں نے بھی اذان میں درود سلام کا اضافہ کیا

الجواب: اس کے جواب میں ہم اتنا ہی کہیں گے لعنۃ اللہ علی الکذابین۔ یہ معترض مذکورہ کا جھوٹ ہے کہ ہم نے اذان میں اضافہ کیا یا ہم درود شریف کو اذان کا جز سمجھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ صرف ایک مستحب عمل ہے کوئی کرے یا نہ کرے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جبکہ شیعہ ان الفاظ کو اپنی اذان کا حصہ سمجھتے ہیں اور ان کے بغیر انکی اذان ہی نہیں ہوتی۔ لہذا یہ کہنا کہ ہم نے اذان کے الفاظ میں اضافہ کیا یہ معترض کا جھوٹ ہے فراڈ ہے دھوکہ ہے۔ باقی دیوبندیوں کے نزدیک بھی اذان کا حصہ مانے بغیر درود پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(فتاوی فریدیہ ج ا ص ۳۱۲)

اعتراض: جیسے شیعہ جلوس نکالتے ہیں ایسے بریلوی بھی نکالتے ہیں۔

الجواب: یہی کام دیوبندی بھی کرتے ہیں۔دیوبندی مولوی لکھتا ہے محرم ۱۴۳۲ھ یہ پہلا سال ہے جب اپنے آپ کو سنی دیوبندی کہنے والے علمائے کرام نے اسلام آباد میں صحابہ کے نام پر با قاعدہ ایک جلوس نکالا ہے۔شیعہ حضرات دس محرم مناتے ہیں انہوں نے یکم محرم منایا ہے۔(دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے ص ۱۴)اور اس دفعہ بھی دیوبندیوں نے یکم محرم منایا اور ملک پاکستان کے مختلف شہروں میں جلوس نکالے۔اب حافظ ساجد کو چاہیے کہ ایسا کرنے والوں کو بھی شیعہ قرار دے۔بلکہ شیعہ تو مسجد میں جاتے اور نماز بھی پڑتے ہیں اور یہ کام دیوبندی بھی سرانجام دیتے ہیں تو حافظ صاحب ان کی شیعت پر کب مضمون لکھ رہے ہیں؟؟

اعتراض: اگر شیعہ کے مذہب میں مزارات کو پوجا جاتا ہے تو یہی کام بریلوی مسلک میں بھی ہوتا ہے۔

الجواب۔یہاں پر بھی جناب معترض صاحب نے جھوٹ بولا کہ بریلوی مزارات کو پوجتے ہیں نعوذ باللہ پتہ نہیں ان کے دل کتنے سخت ہوں چکے ہیں کہ بہتان تراشی کرتے ہوئے آخرت پر نظر ہی کرتے اور جھوٹ پہ جھوٹ بولتے چلے جاتے ہیں۔مگر اس میں کچھ تعجب نہیں جنکے نزدیک خدا جھوٹ بولنے پر قادر ہو انبیا دروغ صریح کی ہر قسم سے معصوم نہ ہو اور جنکے اکابر بخوشی اپنے آپ کو جھوٹا کہیں وہ جھوٹ نہیں بولیں گے تو اور کیا کریں گے۔اور اگر مزارات پر جانا ان کو پوجنے کے برابر ہے تو یہ کام دیوبندیوں نے بھی کیا

قاری طیب نے لکھا کہ تھانوی صاحب

''حضرت علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچ کر دیر تک مراقب رہے'' (حفظ الایمان ۶۴،)

اگر مزارات شرک کے اڈے ہیں تو شرک کے اڈوں پر جانا کیوں کر جائز ہو سکتا ہے؟لیکن دیوبندی حضرات کی جب اپنی باری آئے تو خود اپنا ہی سبق بھول جاتے ہیں۔صرف تھانوی ہی نہیں دیگر دیوبندی بھی مزارات پر جاتے رہے۔

انوار شاہ کاشمیری کے مزار پر دیوبندی اللہ وسایا نے حاضری دی۔

(ماہنامہ لولاک مارچ ۲۰۱۴)

مولوی قاسم نانوتوی حضرت خواجہ علاء الدین کے مزار پر جاتے تھے

(تہمت وہابیت اور علمائے دیوبند ص ۱۱۱)

باقی قبر کو پکی کرنا اور عمارت بنانا دیوبندیوں کو تسلیم ہے

(فتاوی دارلعلوم دیوبند ج ۵ ص ۳۸۹)

اب ان کو بھی مشرک وشیعہ قرار دیا جائے۔

یہ بھی یاد رہے کہ مفتی تقی عثمانی نے اس بات کی تصحیح کی ہے کہ اولیا کے مزارات پر دعا قبول ہوتی ہے (جہان دیدہ ص ۳۴)

اعتراض: بریلوی بھی اپنے اماموں کے بارے میں وہی نظریہ رکھتے ہیں جو شیعہ کا ہے۔

الجواب: یہ بھی اس معترض کا جھوٹ ہے جس کی اس نے کوئی دلیل پیش نہیں اور ان کے نزدیک واقعات سے عقائد ثابت نہیں ہوتے (المہند پر اعتراضات کا جائزہ ص ۲۰۲) اگلی بات شیعہ کا نظریہ امامت ختم نبوت کے خلاف ہے کیونکہ وہ ان میں انبیا والے اوصاف مانتے ہیں (اختلاف امت اور صراط مستقیم، خمینی مودودی بھائی بھائی) جبکہ ہم کسی غیر نبی میں یہ اوصاف نہیں مانتے۔

اعتراض: جیسے شیعہ اپنے اماموں کو معصوم مانتے ہیں ایسے ہی بریلوی بھی احمد رضا کو معصوم مانتے ہیں۔

الجواب: اپنے مولویوں کو معصوم کون مانتا ہے اس کی با حوالہ بحث اوپر ہو چکی۔ باقی اس اعتراض کے سلسلہ میں عرض ہے کہ ہم محفوظ مانتے ہیں معصوم نہیں۔ اور محفوظ سے غلطی کا صدور ہو سکتا ہے۔ باقی رہ گئی بات ناممکن کی تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ مولوی گھمن صاحب لکھتے ہیں

ایک ہے غلطی کا امکان اور ایک ہے غلطی کا صدور، ضروری نہیں کہ جس سے غلطی کا امکان ہو اس سے غلطی صادر بھی ہوئی ہو (جی ہاں فقہ حنفی قرآن وسنت کا نچوڑ ہے ص ۲۰)

پھر اگر ہم اعلی حضرت کو معصوم سمجھتے تو علمائے کرام جیسے علامہ غلام رسول سعیدی اور فتاوی نوریہ کے مصنف اعلی حضرت سے اختلاف کیوں کرتے۔

اب سنو تمہارا مولوی اپنی سوانح حیات میں لکھتا ہے

کیونکہ حضرت (اشرف علی تھانوی) ہمارے بزرگ تھے اور ان سے ناممکن تھا کہ غلط فتوی دیں (سوانح مولانا غوث ہزاروی ص ۲۶)

بلکہ دیوبندی مولوی اسماعیل ولیوں کے لئے بھی عصمت تسلیم کرتے ہوئے لکھتا ہے

مقام ولایت میں ایک عظیم مقام عصمت ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے۔ کہ عصمت کی حقیقت حفاظت غیبی سے ہے (منصب امامت ص ۶۶)

اس پر مزید حوالہ جات بھی ہیں جو پھر کبھی عرض کریں گئے۔ اور ایک بات یہ کہ اس قسم کے اعتراضات کا تعلق معترض کے موضوع سے نہیں کیونکہ جناب نے شیعہ اعلی حضرت کو ثابت کرنا ہے نہ کے کسی اور کو۔

اعتراض: شیعوں کی طرح تم بھی احمد رضا کو انبیا سے بڑھ کر سمجھتے ہو۔

الجواب: جوابا عرض ہے کہ اگر معترض میں علمی غیرت ہوتی تو کوئی دلیل پیش کرتے مگر نہ تو آپ نے کوئی دلیل دی اور نہ ہی ابوالخیر صاحب نے۔ ابوالخیر صاحب کو اس کا جواب عبدالمجید خان صاحب نے ان الفاظ میں دیا ہے

صاحب زادہ صاحب موصوف نے معارضہ بالقلب سے کام لیتے ہوئے ترجمہ اعلیٰ حضرت کے موئدین کو سخت عیاری سے ایک نئے فرقے کا عنوان دے کر لفظوں کے چکر اور ہیرا پھیری سے اپنی طرف سے ہٹا کر یہ عقیدہ بھی ان کے سر منڈھ دیا ہے کہ وہ امام اہلسنت کو حضور ﷺ سے بڑھ کر جانتے ہیں (کما مر) جو قطعاً سچ نہیں ہے، موصوف قیامت کے منظر، خدا کی پیشی بارگاہ رسول کی حاضری کو سامنے اور قرآن پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ کیا ان کا یہ دعوی محض جواب برائے جواب اور مکابرہ و مظاہرہ نہیں ؟ اگر اس میں صداقت ہے تو بتائیں ایسا گستاخ کہاں ہے؟ (کنزایمان پر اعتراضات کا آپریشن ص ۳۸)

یہ تو تھا تمہارے پیش کردہ حوالے کا جواب اب ہم تمہیں اس حقیقت سے آگاہ کرتے ہیں کہ کون اپنے بزرگوں کو نبی سے ملاتا ہے۔ سنو تمہارا مولوی اکبرآبادی لکھتا ہے

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ ان اوصاف کی شماری میں اس درجہ غلو اور مبالغہ کیا گیا ہے کہ ان کو صحابہ و تابعین سے کیا معنی، انبیا سے بھی ملا دیا گیا ہے (برہان دہلی مئی ۱۹۵۷، دیوبند سے بریلی ص ۱۳) لہذا ثابت ہوا اپنے مولویوں کو انبیا کے ساتھ تم ملاتے ہو۔ اور تمہارے ایک مولوی کے مطابق تم ڈر کے مارتے مولوی الیاس کو نبی نہیں کہتے (کلمۃ الہادی) اسی طرح مجید المجید میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ ایک مرید تھانوی نے اقرار کیا کہ میں آپ (اشرف علی تھانوی) کو نبیوں اور ولیوں کے برابر سمجھتا ہوں (مزید المجید ص ۱۸)

اب بتاو جناب کون اپنے مولویوں کو نبیوں کے برابر سمجھتا ہے۔؟

اعتراض: احمد رضا نے قرآن کی آیتوں میں لفظاً تحریف کی۔

الجواب: اب اتنے بڑے دعوے پر کوئی دلیل تو جواب ملا کہ وہ تو میں کوے کا شوربہ سمجھ کر پی گیا۔ اس الزام پر ہم خود ان کے گھر کی گواہی پیش کرتے ہیں۔ دیوبندی مولوی اعلیٰ حضرت کے بارے میں لکھتا ہے کہ

یہ لوگ قرآن کے الفاظ میں تغیر و تبدل تو نہ کر سکے

(نورسنت کنزالایمان نمبر ص ۱۶۵)

ہوا مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں

کیا خود صاف زلیخا نے دامن ماہ کنعاں کا

اعتراض: قرآن میں معنوی تحریف کی۔

الجواب: دلیل کے طور پر نورسنت کے شمارے کی طرف اشارہ کیا اس کا تو ہم عنقریب جواب دیں گئے فی الحال اتنا عرض ہے کہ ہم الزام لگانے سے پہلے جناب کو گھر کی خبر لینی چاہیے کیوں آپ کے اپنے گھر والے کا اقرار ہے کہ مولوی ضیا الرحمن نے تحریف معنوی کی۔ (سالانہ رئیدا د مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام رجب ۱۴۰۸ تا جمادی الثانی ۱۴۰۹ ص ۳)

اعتراض: بریلوی کہتے ہیں کہ کنزالایمان اردو میں قرآن ہے اور جب ایک

عجمی قرآن لکھ سکتا ہے تو صحابہ کیوں نہیں ؟اس سے شیعت کی راہ ہموار ہوگئی کہ وہ صحابہ پر تحریف کا الزام دے سکیں۔

الجواب:اس کے جواب میں اتنا ہی عرض ہے کہ

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

جو عبارات معترض صاحب نے پیش کی ہیں ان کا مطلب یہی ہے کہ اعلی حضرت نے اردو میں ترجمہ کرتے ہوئے قرآن کی ترجمانی صحیح معنی میں کی ہے۔نہ یہ کہ نیا قرآن لکھا ہے۔

اور تحریف قرآن کا کون قائل ہے اس پر تفصیلی گفتگو اوپر ہو چکی۔

اعتراض:اعلی حضرت کا خاندان میں کیونکہ شیعی نام رکھے جاتے تھے لہذا یہ بھی ان کے شیعہ ہونے کی دلیل ہے۔

الجواب:یہ ہے معترض صاحب کا علمی مقام۔کیا یہ نام شیعوں کے ہیں؟ کیا یہ اہلسنت کے آئمہ نہیں؟؟اس قسم کے اعتراض اس بات کی نشاندہی کررہے ہیں کہ معترض کا مقصد صرف اور صرف الزام تراشی ہے اور کچھ نہیں۔اگر ان ناموں سے بندہ شیعہ ہو جاتا ہے تو پھر گھر کی بھی خبر لیں جس میں کس کا نام حسین علی کسی کا نام تقی عثمانی کسی کا اشرف علی ہے اور کوئی مہدی حسن ہے کیا یہ سب بھی شیعہ تھے؟اس پر ذرا اب گھر کا تبصرہ بھی سن لو۔مولوی رشید احمد لکھتا ہے

مسلمانوں کے ناموں میں بھی اہل تشیع کا اثر پایا جاتا ہے مثلا اصل نام کے ساتھ جس طرح تبرک محمد اور احمد ملانے کا دستور ہے اس طرح علی حسن حسین ملایا جاتا ہے(خطبات جمعہ ص۴۲)

صحاح ستہ کی مشہور کتاب ابن ماجہ کے مقدمہ میں حدیث نمبر ۶۵ کے تحت درج ہے **حدثنا علی بن موسی الرضاعن ابیه عن جعفر ابن محمد عن ابیه عن علی ابن الحسین عن ابیه عن ابی طالب**

ابن ماجه کے استاد ابو صلت نے کہا:لو قرا هذا الاسناد علی مجنون لبرا۔

لہذا اب یہ کہنا یہ شیعی نام ہیں یہ معترض کی جہالت ہے۔اور اب بھی تسلی نہ ہوئی ہو تو یہ حوالہ جات ملاحظہ ہوں جس میں خود ان کے علماء نے اقرار کیا ہے کہ یہ اہلسنت کے بھی امام ہیں۔(شیعہ مذہب از عاشق الہی بلند شہری ص ۲۰ ،عبقات صفحہ۴۵)

رہ گئی بات مولوی ظہیر کی کتاب کی تو یہ ایک تقیہ باز دیوبندی نے لکھی ہے۔کیونکہ تقیہ کرنا ان کی عادت ہے جیسے اشرف علی تھانوی نے کانپور میں تقیہ کرتے ہوئے خود کو سنی ظاہر کیا تھا۔(تزکرۃ الرشید)

اعتراض:اللہ ہر جگہ حاظر و ناظر نہیں۔

الجواب:بے شک اللہ تعالی ہر جگہ میں بلحاظ معنی لغوی حاظر و ناظر نہیں۔کیونکہ رب عزوجل زمان و مکان سے پاک ہے۔(المہند پر اعتراضات کا جائزہ ص ۵۵) ہاں علم وقدرت کے اعتبار سے اللہ کو حاظر و

ناظر کہہ سکتے ہیں۔

اعتراض: علمائے اہلسنت نے بےاصل واقعات بیان کئے ہیں۔۔

نوٹ: یہی اعتراض شیعت کا ترجمان کون کے عنوان سے نورسنت کے شمارہ ۷ میں بھی ابوایوب کے نام سے چھپ چکا ہے۔

الجواب: اس اعتراض کے سلسلہ میں عرض ہے کہ بے شک بعض واعظین نے اس سلسلہ میں غیر محتاط رویہ اختیار کرتے ہوئے کچھ ایسے واقعات بیان کئے ہیں مگر اس کا اعلی حضرت سے کیا تعلق؟ اعلی حضرت نے تو خود اس قسم کے واقعات کی مذمت کی ہے اور جس کتاب کے حوالے معترض صاحب نے دئے اس میں یہ بھی موجود ہے کہ

اعلی حضرت کے زمانے میں یقیناً اتنے خرافات ماہ محرم اور واقعہ کربلا کے لئے ایجاد نہ ہوئے تھے۔ جتنے اس زمانے میں ایجاد ہو چکے ہیں۔ تو اعلی حضرت نے بھی اپنے زمانے کے واعظین اور مقررین کو جنہوں نے واقعہ کربلا کو رنگیلاپن سے بیان کرنے کا طریقہ اپنایا اور کتابیں لکھیں ان کے ان افعال پر آپ نے اللہ تعالی کے عذاب کے مراتب ان کیلئے نقل کئے۔ (المیزان الکتب ص ۴۷۶)

نوٹ: یہ بھی یاد رہے کہ اس کتاب پر دیوبندی مولویوں کی بھی تقاریز ہیں اور انکے اصول کے مطابق کتاب کے مندرجات کی ذمہ داری تقریز لکھنے والے پر بھی آتی ہے۔ (ہدیہ بریلویت)

باقی رہ گئی واقعات نقل کرنے کی بات تو خطا کسی محقق سے ہو سکتی ہے بلکہ تمہاری مولوی اشرف علی تھانوی نے تو یہاں تک لکھ مارا ہے کہ

یہ واقع میں تحقیق کی غلطی ہے جو علم و فضل ولایت بلکہ نبوت کے ساتھ بھی جمع ہو سکتی ہے (البوادر والنوادر ص ۱۹۷)

مگر جب تک ان و گھر کی چار دیواری تک نہ پہنچایا جائے تب تک ان کا دماغ ٹھکانے نہیں آتا۔

اب ذرا اپنے گھر کا حال بھی ملاحظہ ہو۔ دیوبندی مولوی لکھتا ہے

آج سنی نوجوان شیعہ دنیا کے پھیلائے گئے پروپیگنڈے کا شکار ہیں۔ مزید ستم یہ کہ کچھ سنی نما شیعہ سینکڑوں کی تعداد میں جبہ و دستار پہنے منبر و محراب کے وارث بن بیٹھے۔۔۔۔

مگر ہم نے کبھی یہ سوچنے کی بھی زحمت گوارا کی؟؟ کہ شیعت کے جراثیم ہمارے منبر و محراب میں۔۔۔ مدارس و خانقاہوں میں۔۔۔ ہماری درسی کتب عصری نصاب میں داخل ہو چکے ہیں۔ (ماہنامہ نفاذ خلافت راشدہ نومبر ۲۰۱۳ ص ۳۱)

جناب پہلے اپنے منبر و محراب کی تو خبر لو جس میں شیعت کے جراثیم داخل ہوں چکے ہیں؟ پھر اعلی حضرت پر الزام تراشی کرنا۔ اور لو مزید سنو تمہارا مولوی لکھتا ہے

آج ہمارا خطیب اور واعظ بھی آل رسول کا لفظ خاندان علی کے چار

پانچ افراد کے لئے کرتا ہے۔(ایضا)

اسی طرح مزید لکھتا ہے

آج ہمارا خطیب جمعیۃ المبارک کے خطبہ میں آنحضرت کی چار بیٹیوں میں سے صرف ایک کا نام لے کر شیعہ مسلک پر مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے (ایضا)

اور ثبوت کے طور دیوبندی اپنے مولوی عبدالروف کی کتاب منتخب خطبات جمعہ وعیدین کو ملاحظہ کر سکتے ہیں جس میں اس نے یہ کام کیا ہے (ملاحظہ ہو منتخب خطبات جمعہ وعیدین ص ۱۰،۲۱،۲۶)

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی

جناب اب بھی اگر طبیعت تر وتازہ نہ ہوئی ہو تو مزید سنو تمہارا مولوی لکھتا ہے

آج ہمارا خطیب خطبہ جمع میں حضور ﷺ کے تمام نواسوں میں سے صرف دو کا نام لے کر خوش ہوتا ہے (ایضا)

اس کے لئے ملاحظہ ہو (خطبات جمعہ وعیدین، رسائل قاسمی صفحہ۲۱۲)

آگے لکھتا ہے

ہمارے نظریات وافکار میں شیعی جراثیم تقویت پا رہے ہیں (ایضا)

کس ادا سے کیا اقرار گناہ گاروں نے۔۔

اور مولوی عبید اللہ انور کے حوالے سے لکھتا ہے کہ

حضرت حسین کی اس عظیم نسبت اور شرف صحابت سے انکار کی مجال نہیں لیکن انہیں سید الشہدا کہنا رسالت کی اس لئے توہین ہے کہ حضور انور نے اس کا مصداق حضرت حمزہ کو قرار دیا۔(ایضا)

ہم اب یہ بھی دیکھاتے ہیں کہ کس کس نے یہ کام کیا اور توہین رسالت کے مرتکب ہوئے۔ دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی نے امام حسین کو سید الشہدا کہا (شہادت حسین ص ۳۵)

اسی طرح اشرف علی نے بھی اس نسبت کو جائز ثابت کیا۔(امداد الفتاوی ج ۴ص ۵۹۸)

جناب نے لکھا کہ کربلا کے واقعے میں گھوڑے کا ذکر کرنا زوالجناح کا ثبوت دینا ہے (مسلک اعلی حضرت ۴۰)

تو ذرا گھر کا حال ملاحظہ ہو۔

مولوی احمد علی لاہوری نے لکھا کہ

ایک بد بخت کا تیر آپ کے گلے میں سے پار ہو گیا اور آپ گھوڑے سے گر گئے (شہادت حسین ص ۲۶۴)

اور اسی مولوی عنایت میں بھی آپ کے گھوڑے کا ذکر کیا (باغ جنت ص ۵۷۳)

گئے حجاب کے دن آو سامنے بیٹھو

نقاب رخ سے ہٹاو بہار آئی ہے

مزید معترض صاحب لکھتے ہیں

ابو داود میں نوحہ کرنے والیوں اور روالوں پر لعنت کی گئی ہے

(مسلک اعلی حضرت ص ۳۸)

اب گھر والوں کا نوحہ و ماتم ملاحظہ ہو۔ مولوی محمود الحسن لکھتا ہے

جہاں تھانہ شادی وہاں ہے نوحہ ماتم (مرثیہ گنگوہی ص ۳)

اسی طرح دیوبندیوں نے مرثیے لکھے۔ مثلا مرثیہ گنگوہی اور مرثیہ حسین احمد مدنی ۔اور امام حسین کی شہادت پر مرثیہ خوانی کی۔ (باغ جنت ص ۵۷۸) اسی طرح شورش کاشمیری نے بھی ابوکلام آزاد کی وفات پر مرثیہ لکھا

(خطبات ربیع الاول ج ا ص ۲۸۳)

اب اس پر خود معترض کا تبصرہ ملاحظہ ہو جناب لکھتے ہیں

نبی پاک ﷺ نے مرثیوں کے لکھنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ مگر یہ بات شیعہ حضرات کو قبول نہیں اور یہ بنا سپتی سنی جو کہ شیعہ ہیں یہ نوحے اور مرثیوں پر کتابیں لکھ رہے ہیں

(مسلک اعلی حضرت ص ۳۸)

تو گھر کا فتوی گھر کے کام آگیا

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مزید ایک اور مصنف کا بھی تبصرہ ملاحظہ ہو وہ لکھتے ہیں

مرثیہ پڑھنا مجوسوں کا شعار ہے سدا سے یاد رکھ اے ہوشیار

نوحہ کرکے ہاتھ سینے پر نہ مار کافروں کا ہے طریق اے دین دار

جو کرے ابلیس کا دلدار ہے (تقویۃ الایمان مع تزکیر الاخوان ص ۳۹۶)

اسی طرح ایک اور مولوی صاحب لکھتے ہیں

شیعت کا تیسرا پروپیگنڈا جس سے ہم متاثر نظر آتے ہیں وہ یہ کہ حضرت حسین کو امام کہا جاتا ہے (ندائے منبر و محراب ج ۲ صفحہ ۱۷۲)

نہ ادھر ادھر کی تو بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا

مجھے راہزنوں سے غرض نہیں تری راہبری کا سوال ہے

دیوبندیوں کے مولانا سید لعل شاہ بخاری خطیب مدنی مسجد لائق علی چوک واہ کینٹ نے 700 سے زائد صفحات پر مشتمل ایک کتاب بنام ''حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ و استخلاف یزید'' لکھی اس کتاب کے صفحہ ۱۸ ۷ پر دیوبندیوں کے مولانا محمد عبد الرشید نعمانی استاذ درجہ تخصص جامعۃ العلوم الاسلامیہ۔ بنوری ٹاؤن کراچی لکھتے ہیں کہ ''مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری ایک محقق عالم ہیں، سنی حنفی [دیوبندی] ہیں، ان کی تصانیف قابلِ قدر ہیں جو ان کی بالغ نظری کی شہادت دیتی ہیں

(استخلاف یزید صفحہ ۷۱۸، ۷۱۹)

اسی کتاب کے صفحہ ۷۱۶ پر دیوبندیوں کے مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری نے اس کتاب اور اس کے مصنف کی تائید کی ہے۔

اب ذارا اس کتاب پر دیوبندی تبصرہ بھی ملاحظہ ہو

دیوبندیوں کے محدث کبیر استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا عبدالقدیر نے لکھا کہ

مصنف استخلاف یزید اہل سنت کے خلاف ہیں اور شیعیت کی آبیاری کر رہے ہیں اور دشمنان صحابہ ؓ کی پاسداری میں لگے ہوئے ہیں ...... ہمارے خیال میں استخلاف یزید ص ۵۴۴ پر مصنف نے جواب کسائی کی ہے...... اس کا پس منظر یقیناً وہ خبث باطن ہے جو شیعہ حضرات کے دل و دماغ میں رچا ہوا ہے۔...... خلاصہ کلام کتاب استخلاف یزید مجموعی طور ہر شیعیت کی تائید اور بغض صحابہ کی تنقیص سے بھری ہوئی ہے۔(القول السدید فی جواب استخلاف یزید صفحہ ۱۶ تا ۳۷، ناشر کتب خانہ مدنیہ لائق علی چوک واہ کینٹ)۔

❁ دیوبندیوں کے محقق العصر مفتی محمد فرید دار الافتاء دالعلوم اکوڑہ خٹک نے فتویٰ دیا کہ "یہ مولف شیعہ پرور ہے اس نے غیر مستند تاریخی روایات اور ضعیف روایا ت کی وجہ سے مسلمہ اصول عدالت صحابہؓ کو نظر اندازز کیا ہے۔...... پس بہر حال ایسا شخص [یعنی لال بخاری دیوبندی] نیم شیعہ یا شیعہ پرور شخص اہل سنت والجماعت کی امامت وخطابت کا اہل نہیں ہے۔

(فتاوی فریدیہ ج ا ص ۱۳۶)

اب اشرف علی تھانوی صاحب کی بھی سنو لکھتے ہیں

وہابی عجیب فرقہ ہے ان میں اکثر گستاخ بے باک دلیر ہوتے ہیں ---- شیعوں کی طرح ایسوں کا تبرائی مذہب ہے (افاضات الیومیہ ج ۲ ب ۴۲۹)

اوراوپر ہم دیوبندیوں کی اقرار وہابیت کے ساتھ مولوی گنگوہی کا یہ اقرار بھی نقل کر آئے ہیں کہ عقائد میں سب متحد ہیں (فتاوی رشیدیہ ج ا ص ۱۱۹)

ایک اور صاحب رقم طراز ہیں کہ

سپاہ صحابہ ------ نے انہیں (اہل تشیع) اپنا ہم مذہب مان لیا (شیعت تاریخ وافکار ص ۶۷۲)

ضیاالقاسمی کے بارے میں لکھتا ہے

مہدی کا ظہور وہ جو خالص شیعی عقیدہ ہے جسے موصوف اپنے ایمان کا مرکز محور اور اپنے عقیدے کا حصہ بتا رہے ہیں (شیعت تاریخ وافکار صفحہ ۶۷۲)

وہ ہماری تحریر پڑھ کر پہلو بدل کے بولے

کوئی قلم چھینے اس سے یہ تو ربا د کر چلا ہے

ایک دیوبندی مصنف طارق جمیل کے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے

سیدنا علی کی طرف سے حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت نہ کرنے کی معذرت کا ذکر نہ کرنا اور اس میں سقیفہ بن عادہ میں مہاجرین و انصار نے

حضرت ابوبکر کو خلیفہ منتخب کیا۔اس کا ذکر نہ کرنا اور حوالہ نہ دینا (طارق جمیل کی)شیعت نوازی نہیں تو اور کیا ہے۔(کلمۃ الہادی باب نمبر ا ص ۷۷)

اسی طرح ایک دیوبندی دوسرے دیوبندی مولوی کو کہتا ہے

آپ کے رافضیانہ پن سے اکابرین امت میں سے کوئی محفوظ نہیں (الفتح المبین ص ۲۱۵)

ہم نے اوپر حوالہ جات دئے کہ دیوبندی علم غیب مانتے ہیں جبکہ نورالحسن بخاری لکھتا ہے

یہ عقیدہ دراصل غالی رافضیوں کا ہے (توحید اور شرک کی حقیقت ص ۱۹۷)

اسی طرح دیوبندیوں کو تسلیم ہے کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا (امداد السلوک ص ۲۰۱، تواریخ حبیب الہ ص ۲۰۷، بکھرے موتی ج ۷ ص ۱۶۰، باغ جنت ص ۳۵۹)

جبکہ سرفراز صاحب رقم طراز ہیں کہ

اصل میں آپ کا سایہ نہ ہونے کا مسئلہ شیعہ کا ہے (تنقید متین ص ۹۹)

اسی طرح عبدالجبار سلفی نے اپنے ایک دیوبندی کے بارے میں لکھا کہ

وہ بدقسمتی سے شیعت سے لوریاں لے رہا ہے (ماہنامہ حق چار یار دسمبر

۲۱۰۳صفحہ۲۶)

اسی سے آج دنیا کی نگاہوں میں ہوئے رسوا

محبت میں جسے تا عمر اپنا راز داں سمجھے

جب یہ ثابت ہو گیا کہ شیعت تمہارے رگ رگ میں بس چکی ہے تو ہمارا آپ کو مشورہ ہے کہ دوسروں پر شیعت کا الزام لگانے کی بجائے گھر کی اصلاح فرمائیں۔

اعتراض: احمد رضا نے اہل سنت من تفریق پیدا کی۔

الجواب: قاری احمد علی کی یہ بات خلاف واقع ہے کیونکہ اس سے پہلے ہی داعیان اسلام دوگروہ میں بٹ چکے تھے۔اور اس کام کا سہرا مولوی اسماعیل کو جاتا ہے۔جس پر حوالے ہم پیش کریں گئے۔اور اک بات عرض ہے کہ قاری صاحب نے جو دو مکاتب فکر کی بات کی تو اس سے مراد ایک وہ طبقہ جو با قاعدہ گستاخانہ عبارات کا دفاع کرتا تھا اور دوسرا جوان کی تردید کرتا تھا۔مگر یہ سلسلہ پہلے ہی قائم ہو چکا تھا۔حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

دیوبندی مولانا سید احمد رضا بجنوری نے بھی اس بات کا اقرار کیا اور لکھا کہ

❁......:’’افسوس ہے کہ اس کتاب (تقویۃ الایمان) کی وجہ سے مسلمانان ہندو پاک جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریبا نوے فی صد حنفی المسلک ہیں، دوگروہ میں بٹ گئے ہیں، ایسے اختلافات کی

نظیر دنیائے اسلام کے کسی خطے میں بھی، ایک امام اور ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں ہے۔

(انوار الباری ج ۱ ص ۱۰۷)

اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان لکھی ہی اس لئے تھی تا کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر فرقوں میں تقسیم کیا جائے۔اس بات کا اقرار خود اسماعیل دہلوی نے کیا اور دیوبندیوں کے حکیم الامت، مجدد، مفسر اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب میں لکھا،

۞......:اسماعیل دہلوی نے کہا کہ ''مجھے اندیشہ ہے کہ اس [تقویۃ الایمان] کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی...... گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔

(ارواح ثلاثہ صفحہ ۸۴)

﴿امام احمد رضا کی پیدائش سے بھی پہلے دہلوی کے ساتھ مناظرہ﴾

۞......:اسماعیل دہلوی کے نئے ''وہابی'' مسلک کا رد شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں نے خوب کیا، حضرت مولانا منور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اسماعیل دہلوی کے ہم عصر و ہم درس تھے انہوں نے اسماعیل دہلوی کے رد میں ''متعدد کتابیں لکھیں،

اور ۱۲۴۸ھ والا مشہور مباحثہ جامع مسجد کیا۔تمام علمائے ہند سے فتوی مرتب کرایا۔پھر حرمین سے فتوی منگایا۔...... جامع مسجد کا شہرہ آفاق مناظرہ ترتیب دیا جس میں ایک طرف مولانا اسماعیل اور مولانا عبد الحی تھے اور دوسری طرف مولانا منور الدین اور تمام علمائے دہلی''

(آزادی کی کہانی آزادی کی زبانی از عبد الرزاق ملیح آبادی ص 36)۔

غور کیجیے یہ مناظرے، فتوے، اختلافات اس وقت شروع ہوئے جب امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کی پیدائش بھی نہیں ہوئی تھی تو خود سوچئے کہ اختلاف کی جڑ امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ ہیں یا کہ فسادات اور تفرقہ بازی کی جڑ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی ہے؟

اب جس کے دل میں آئے پائے اس سے روشنی
ہم نے تو دل جلا کر سرِ عام رکھ دیا

اعتراض: اعلی حضرت نے حضرت عائشہ کی شان میں گستاخی کی۔(حدائق بخشش حصہ سوئم)

الجواب: یہاں پر عرض ہے کہ اس بحث کے قطع نظر کہ یہ کتاب کس کی ہے وہ اشعار اماں عائشہ کے بارے میں نہیں اور نہ ہی کوئی دیوبندی ان کو اماں عائشہ کے بارے میں ثابت کر سکتا ہے۔وہ اشعار ام زرع کے بارے میں تھے جو غلطی سے مدح عائشہ میں چھپ گئے۔جس پر مرتب کتاب ہذا مولانا محبوب علی خان نے توبہ کی تھی۔اتنی بات ذہن نشین کرنے کے بعد اب ہم معترض صاحب کے اعتراض کا جائزہ لیتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۱، ۲، ۴: حدائق بخشش حصہ سوئم اور اشعار اعلی حضرت کے ہیں۔

جواب: یہاں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ حدائق بخشش حصہ سوئم اعلی حضرت کی وفات کے بعد مولانا محبوب علی خان نے مرتب کیا۔ اور جناب نے جو حامد علی بریلوی صاحب کا حوالہ دیا اس میں یہ بھی اقرار ہے کہ تیسرا حصہ مولوی محبوب علی خان کا مرتب شدہ ہے۔ اسی طرح پروفیسر صاحب نے بھی اس تیسرے حصہ کا اعلی حضرت کی وفات کے بعد شائع ہونا تسلیم کیا ہے۔

اس کے علاوہ خود دیوبندیوں کو بھی تسلیم ہے کہ اس تیسرے حصہ کے مرتب مولوی محبوب علی خان ہیں۔ ملاحظہ ہو

بریلوی فتنے کا نیا روپ صفحہ ۲۱۳

بریلوی مذہب اور اسلام ص ۲۸۶

فرقہ بریلویت پاک و ہند کا جائزہ ص ۴۲۹

مطالعہ بریلوت ج ۲ ص ۳۳۶

مسلک اعلیحضرت ص ۲۸

ان تمام کتب میں یہ اقرار ہے کہ حدائق بخشش حصہ سوئم کے مرتب مولانا محبوب علی خان ہیں۔ اب مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو جس میں صوفی عبدالحمید خان سواتی لکھتے ہیں

مولانا عبید اللہ سندھی کی طرف منسوب اکثر تحریریں وہ ہیں جو انکے تلامذہ نے جمع کی ہیں۔ مولانا کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی تحریرات اور بعض کتب دقیق و عمیق اور فکر انگیز ہیں اور وہ مستند بھی ہیں۔ لیکن املائی تحریروں پر پورا اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اور بعض باتیں غلط بھی ہیں جن کو ہم املا کرنے والوں کی غلطی پر محمول کرتے ہیں مولانا کی طرف ان کی نسبت درست نہ ہوگی (عبید اللہ سندھی کے علوم و افکار ص ۷۸)

بہر حال اس حوالے سے یہ بات ثابت ہوگئی حدائق بخشش حصہ سوئم کی نسبت اعلی حضرت کی طرف صحیح نہیں۔

پھر رہ گیا یہ کہنا کہ قلمی بیاض سے نقل کئے ہیں تو اس کا جواب یہ کہ خود محبوب علی خان صاحب کی صراحت موجود ہے کہ یہ مجموعہ گم ہوگیا تھا اور انہوں مختلف مقامات سے حاصل ہونے والے کلام کو اکٹھا کر کے شائع کر دیا (مقدمہ حدائق بخشش) اور اسکے بعد جو فیصلہ مقدسہ کا حوالہ معترض صاحب نے نقل کیا اس میں بھی یہ بات موجود ہے کہ مولانا نے وہ کلام مختلف مقامات سے حاصل کیا۔

پھر معترض صاحب کو پتہ ہونا چاہیے کہ املائی کتب کی حیثیت بھی ملفوظات کی طرح ہوتی ہے (قہر حق شمارہ نمبر ۱ ص ۴۷) اور ملفوظات میں غلط باتیں منسوب ہوجاتی ہیں (انگشت بوسی سے بائبل بوسی تک ص ۷) جس وجہ سے ملفوظات حجت نہیں (نور سنت شمارہ نمبر ۱۴ ص ۵) لہذا اب اس کو قطعی اور یقینی باور کروا کر اعلی حضرت پر بہتان تراشی کرنا کیا یہ کھلی ہوئی جہالت ،ضد اور اپنے ہی وضع کردہ اصولوں سے انحراف نہیں؟؟

اور حدائق بخشش ۱۳۲۵ یہ تاریخی نام ہے۔ جو حدائق بخشش کے پہلے دو حصوں کا تھا مولانا محبوب علی خان نے اس تیسرے حصہ کا نام بھی وہی رکھ دیا۔ یہ ان کا تسامح تھا۔ جیسا کہ آگے تفصیل سے آئے گا۔

یہاں پر حضرت نے واویلا کیا مولانا مصطفٰی رضا خان نے ان اشعار کو اعلی حضرت کا کہا اور جائز قرار دیا۔

جواباً عرض ہے کہ اس مجموعہ کے بارے میں مفتی اعظم ہند مولانا مصطفٰے رضا خان رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں، جو کہ انتہائی اہم بات ہے کہ

''اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بعض کلام اعلیحضرت کا معلوم نہیں ہوتا کسی اور صاحب متخلص بہ رضا کا کلام ہے ہمولانا یا وہ شخص جس نے اس مجموعے میں وہ قصیدہ درج کیا اس کلام کو بھی اعلیٰ حضرت کا سمجھا۔ اس لئے مجھے ناگوار بھی ہوا کہ یوہیں اور ہم میں سے کسی کو بے دکھائے چھاپ دیا۔ بارہا لوگوں کے سامنے میں نے اس پر اظہار ناراضگی کیا''

(فیصلہ مقدسہ شریعہ قرآنیہ ص ۳۳)

☆ اور پھر متنازعہ اشعار کے بارے میں تو مفتی اعظم ہند مولانا مصطفے رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ واضح طور پر فرماتے ہیں کہ

''میں نے برابر کہا کہ یہ اشعار اعلی حضرت کے نہیں کہے جاسکتے...... تشبیب میں بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو جس نے دیکھا ہے وہ ان اشعار کو اعلیحضرت کے اشعار خیال بھی نہیں کرسکتا

(فیصلہ مقدسہ صفحہ ۳۴)

لہذا اب یہ کہنا کہ انہوں نے ان اشعار کو اعلی حضرت کا کہا ہے یہ مولوی ساجد کا صریح جھوٹ ہے۔

اعتراض نمبر ۳: یہ اشعار اسی مقام کے ہیں اور کاتب کی غلطی نہیں۔ اور مفتی مظہر اللہ کے نزدیک یہ معمولی غلطی ہے۔

جواب: اس سے پہلے کہ ہم معترض کے اعتراض کا جواب دیں اس مسئلہ کی کچھ تفصیل عرض ہے۔ اس اعتراض پر گفتگو کرتے ہوئے علامہ احمد رضا لکھتے ہیں

﴿......تمام بہتان بازوں والزام تراشوں کو کھلا چیلنج......﴾

ہم کہتے ہیں کہ وہ تمام مخالفین جو یہ کہہ رہے ہیں کہ اعلیحضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اشعار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھے، وہ سب کذاب و بہتان باز ہیں، جس پر ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ

''هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْم۔ یہ بڑا بہتان ہے'' اور

'لَعْنَتَ اللهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۔ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت''

اور اللہ عزوجل کی ذات بابرکات پر بھروسہ کرتے ہوئے ہم تمام مخالفین کو کھلا چیلنج کرتے ہیں کہ وہ قطعی ثبوت پیش کریں کہ مذکوہ اشعار اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی کے بارے میں لکھے ہیں۔ لیکن ان شاء اللہ عزوجل قیامت تک یہ ثابت نہیں کرسکتے کہ معاذ اللہ ثم

معاذ اللہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھے۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ مخالفین حضرات محض سنی سنائی بے سند باتوں کو بنیاد بنا کر سنی مسلمانوں کو کافر ومشرک بنانے کا شوق پورا کرتے ہیں اور رائی کو پہاڑ بنا کر پیش کرتے ہیں، اوران کی نزدیک مخالفت نام ہی اس چیز کا ہے کہ کھینچ تھان کر اپنے مخالفین کو خوب بدنام کرو، اور یہ سب باتیں خود ان کے علماء نے لکھی ہیں۔ ملاحظہ کیجیے۔

﴿دیوبندی محض سنی سنائی بے سند باتوں پر فتوے لگا دیتے ہیں﴾

دیوبندی مکاتب فکر کی کتاب ''آداب اختلاف'' مرتب دیوبندی مولانا محمد فاروق، [تقدیم وتحقیق دیوبندی شیخ الحدیث مفتی محمد ذرولی افادات دیوبندی مفتی اعظم ہند وفقیہ الامت محمود الحسن گنگوہی] جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی نے شائع کی۔ اس میں صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ

''ایک شخص اگر ہماری رائے سے متفق نہیں خواہ اس کے پاس کیسے ہی دلائل کیوں نہ ہوں محض سنی سنائی بے سند باتوں کو بنیاد بنا کر کفر تک کا حکم لگانے سے نہیں چوکتے، نہ اس سے تحقیق کرنے کی ضرورت سمجھی جاتی ہے نہ اس کی پوری زندگی جو اشاعتِ دین اور احیاءِ سنت کا خیال کے لئے وقف ہے اس کی پروا کی جاتی ہے نہ اس کے جذبہ اتباع سنت کا خیال کیا جاتا ہے، نہ آتش عشق الٰہی ونبوی ﷺ جو اس کے سینے کو بریان وجگر کو کباب بنائے ہوئے ہے، کو دیکھا جاتا ہے اور بے دھڑک کفر کا فتویٰ صادر کر دیا جاتا ہے''

(حدود اختلاف صفحہ ۳۴)

جی بے شک بجا فرمایا کہ آنجناب کے علماء کا یہی وطیرہ رہا ہے کہ نہ تحقیق، نہ علم بس جو کتاب وعبارت ملی اہل سنت وجماعت کے سر تھونپ کر بے دھڑک کفر کا فتویٰ صادر کر دیتے ہیں۔ حتٰی کہ من گھڑت کتابوں کے حوالہ جات بیان کر کے ہم اہل سنت وجماعت کو نہ صرف بدنام کرتے ہیں بلکہ کفر وشرک کے فتوے تک جاری کر دیتے ہیں۔ [تفصیل آگے موجود ہے]۔

﴿مخالفین چھوٹے سے مسئلہ کو جائز وناجائز حربے سے پہاڑ بنا دیتے ہیں﴾

دیوبندی مکتب فکر کے مفتی اعظم محمد شفیع دیوبندی نے فرمایا ہے کہ ہمارے ہاں ''چھوٹا سا نقطہ اختلاف ہوتو اس کو بڑھا کر پہاڑ بنا دیا جاتا ہے ...... چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ معرکہ جدال بنا ہوا ہے جس کے پیچھے غیبت، جھوٹ، ایذائے مسلم، افتراء وبہتان اور تمسخر واستہزاء جیسے متفق علیہ کبیرہ گناہوں کی بھی پرواہ نہیں کی جاتی''

(وحدت امت ۴۰)۔

یہی دیوبندی محمد شفیع کہتے ہیں کہ

'اپنے حریف کا استہزاء، تمسخر اور اس کو زیر کرنے کے لئے جھوٹے، سچے، جائز وناجائز حربے استعمال کرنا اختیار کرلیا، جس کے نتیجہ میں جنگ وجدال کا بازار تو گرم ہوگیا''

(وحدت امت ص ۱۹، ۲۰ مکتبہ خدام القرآن لاہور)

﴿مخالفین کے نزدیک مخالفت کا مقصد ہی اپنے مخالف کو بدنام کرنا ہے﴾

☆...... دیوبندیوں کے مناظر وکیل مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی ''دیوبندی بریلوی اختلاف'' کے تحت فرماتے ہیں کہ ''آج کے سبق میں بریلوی دیوبندی اختلاف کے بارے میں بات ہوگی یہاں پر دو چیزیں ہیں۔

(۱) اختلاف (۲) مخالفت۔

''اختلاف اور مخالفت میں فرق'' اختلاف میں دونوں فریقوں کی نظر دلیل پر ہوتی ہے اور مخالفت میں دونوں فریقوں کی نظر دوسرے کو بدنام کرنے پر ہوتی ہے دیوبندی بریلوی اختلاف حقیقۃً اختلاف نہیں ہے بلکہ مخالفت ہے ۔...... مخالفت میں صرف ایک دوسرے کو بدنام کرنا مقصود ہوتا ہے۔ (خطبات

صفدر، جلد دوم)

تو معلوم ہوا کہ علماء دیوبند کے نزدیک مخالفت کا مقصد دوسرے کو بدنام کرنا ہے یہی وجہ ہے کہ خواہ مخواہ کے فتوے ہم سنیوں کے سر تھوپ کر ہمیں بدنام کرتے ہیں۔

﴿حدائق بخشش سوم اعلیحضرت کے وصال کے بعد مرتب و شائع ہوئی﴾

25 صفر المظفر 1340ھ/ 1921ء کو امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا، آپ کے وصال کے دو سال بعد ذوالحجہ 1342ھ/ 1923ء میں مولانا محبوب علی خان رضوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف نعتیہ اشعار کا مجموعہ مرتب کیا، جس میں انہوں نے مختلف مقامات سے مختلف اشعار جمع کیے اور بعض کلام [اشعار] جو کسی صاحب متخلص بہ رضا کا کلام تھا اس کو اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا سمجھ کر اپنے مجموعے میں شامل کیا اور اپنی طرف سے اس کا نام حدائق بخشش حصہ سوم رکھ دیا اور پھر یہ حصہ بھی ناشر و کاتب کی غلطی سے بے ترتیب شائع ہوگیا [جس کی تفصیل آگے بیان ہوگی]۔

حدائق بخشش حصہ سوم کے ٹائیل پر ہی واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ

''الشاہ عبدالمصطفٰے محمد احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ ورحمۃ اللہ علیہ''

جس سے صاف ثابت ہوا کہ یہ کتاب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مرتب و شائع کی گئی۔ کیونکہ عام طور پر کوئی بھی مصنف اپنی زندگی میں اپنے نام کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ'' یا ''رحمۃ اللہ علیہ'' کے الفاظ نہیں لکھتا۔

حدائق بخشش حصہ سوئم کا جو نسخہ مخالفین حضرات پیش کرتے ہیں بلکہ تمام نسخوں کے ٹائیل پیج پر واضح الفاظ میں

''مرتبہ''

''فقیر سگ رضوی ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علی خان قادری برکاتی رضوی

مجددی لکھنوی غفر اللہ لہ ''لکھا ہوا ہے۔جس سے بالکل واضح ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو محبوب علی خان رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کیا۔ بلکہ خود مولانا محبوب علی خان قادری رضوی صاحب کا بیان ہے کہ

''مجھے حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کا کچھ کلام جواب تک چھپا نہیں ہے ،بڑی کشش وجانفشانی سے بریلوی شریف وسرکار مارہرہ مطہرہ وپیلی بھیت ورام پور وغیرہ وغیرہ مختلف مقامات سے دستیاب ہوا جو آج برادران اہل سنت کی خدمت میں حدائق بخشش حصہ سوم کی شکل وصورت میں پیش کر رہا ہوں'' (حدائق بخشش حصہ سوم ص

۱۰، فیصلہ مقدسہ ۲)

اسی طرح فیصلہ مقدسہ میں ہے کہ ''حضرت مولانا محبوب علی خان صاحب چونکہ حدائق بخشش حصہ کے مصنف نہیں محض جامع ومرتب ہیں۔(فیصلہ مقدسہ ص ۵۳)

مذکورہ بالا گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ یہ مجموعہ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مرتب کیا گیا،علم وتحقیق کی دنیا والوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ جب بھی کسی ذات کے علمی شاہکار اور منتشر فکری اثاثوں کو جمع کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے براہ راست صاحب تذکرہ کی تخلیق قرار نہیں دیتے ۔مثلا غالب و اقبال کے دور میں جو کچھ بھی مواد وہ انہی کی مرضی کے مطابق تھے لیکن بعد کے آنے والوں کو ان حضرات کے جو بھی تخلیقی شاہکار میسر ہوئے اسے ''باقیات غالب'' اور ''باقیات اقبال'' کا نام دیکر شائع کیا،تاکہ اگر اس میں کچھ رطب یا بس شامل ہو جائے تو صاحب تذکرہ شخصیت مضروب نہ ہو۔باقیات کے مدوں کو ذمہ دار قرار دیا جائے۔

لیکن افسوس صد افسوس کہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مولانا محبوب علی خان رضوی رحمۃ اللہ علیہنے ایسا نہ کیا، بلکہ اپنی مرضی اور اپنی صوابدید پر ایک ایسا قدم اٹھا دیا جس کی ہمت خود امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہکے صاحبزدوں میں بھی نہ تھی۔اگر محبوب الملت مولانا محبوب علی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس ''مجموعہ کلام'' کو ''حدائق بخشش حصہ سوم'' کے نام کی بجائے ''باقیات رضا'' کے نام سے طبع کراتے تو آج مخالفین کو ایسے الزامات و بہتان تراشیوں کا بھی موقع نہیں ملتا۔

مولانا محمد محبوب علی خاں رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے چند ایک تسامح ہوئے۔

(۱) چھپائی سے پہلے انہوں نے اپنی مصروفیات اور پریس والوں پر اعتماد کر کے چھپنے سے پہلے کتابت کو چیک نہ کیا۔

(۲) کتاب کا نام حدائق بخشش حصہ سوم رکھ دیا، حالانکہ انہیں چاہیے تھا کہ باقیاتِ رضا یا اسی قسم کا کوئی دوسرا نام رکھتے۔

(۳) ٹائیٹل پیج پر کتاب کے نام کے ساتھ ۱۳۲۵ھ بھی لکھ دیا، حالانکہ یہ سن پہلے دو حصوں کی ترتیب کا تھا جو مصنف کے سامنے ہی چھپ چکے تھے۔تیسرا حصہ تو ۱۳۴۲ھ میں مرتب ہو کر شائع ہوا۔اسی لیے ٹائیٹل پیج پر امام احمد رضا

بریلوی کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھا ہوا ہے۔ اگر ان کی زندگی اور ۱۳۲۵ھ میں یہ کتاب چھپتی تو ایسے دعائیہ کلمات ہرگز نہ درج ہوتے۔

(۴) یہ مجموعہ مرتب کر کے امام احمد رضا بریلوی کے صاحبزادے مولانا مصطفےٰ رضا خاں یا بھتیجے مولانا حسنین رضا خاں کو دکھائے اور منظوری حاصل کیے بغیر چھاپ دیا۔

(۵) کتاب چھپنے کے بعد جیسے ہی صورتِ حال سامنے آئی تھی، اس غلطی کی تصحیح کا اعلان کر دیتے تو صورتِ حال اتنی سنگین نہ ہوتی، لیکن یہ سوچ کر خاموش رہے کہ اہلِ علم خود ہی سمجھ جائیں گے کہ یہ اشعار غلط جگہ چھپ گئے ہیں اور آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کر دی جائیگی۔

بحر حال حدائق بخشش حصہ سوم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی تحریر یا شائع کردہ نہیں بلکہ یہ حصہ سوم محبوب علی خان رضوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرتب کردہ ہے۔

اور خود مخالفین حضرات کے علماء نے بھی یہ تسلیم کیا کہ حدائق بخشش حصہ سوم کو مرتب کرنے والے مولانا محبوب علی خان رضوی ہیں، جنہوں نے یہ کتاب اعلیحضرت کے وصال کے بعد مرتب کی۔ لیجئے ملاحظہ کیجیے۔

﴿عارف سنبھلی دیوبندی کا اقرار حدائق بخشش سوم محبوب علی خان کا مرتب کردہ﴾

☆...... علماء دیوبند کے محمد عارف سنبھلی استاذ ندوۃ العلما لکھنو نے مشہور دیوبندی اکابر ومناظر محمد منظور نعمانی کی زیر نگرانی جو کتاب ترتیب دی۔ اسی میں محمد عارف سنبھلی دیوبندی لکھتا ہے کہ

''مولوی احمد رضا خان شاعر بھی تھے ''حدائق بخشش'' ان کے کلام کا غالباً سب سے بڑا مجموعہ ہے جو تین حصوں میں ہے۔ اس کا تیسرا حصہ مولوی حشمت علی خان صاحب کے چھوٹے بھائی محب الرضا مولوی محبوب علی خان رضوی لکھنوی نے مرتب کرا کے پہلی دفعہ ''ناتھ پریس'' نابھ (پنجاب) میں چھپوا کر شائع کیا تھا''

(بریلوی فتنہ کا نیا روپ ص ۲۳۱،۲۳۲)

معلوم ہوا کہ خود علماء دیوبند بھی مانتے ہیں کہ یہ تیسرا حصہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خود نہیں لکھا اور نہ شائع کروایا بلکہ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مولوی محبوب علی خان صاحب نے مرتب کرا کے شائع کیا تھا۔

﴿خالد محمود دیوبندی کا اقرار حدائق بخشش سوم محبوب علی خان کا مرتب کردہ﴾

☆...... اسی طرح علماء دیوبند کے خالد محمود دیوبند نے بھی لکھا کہ

''مولانا احمد خان ۱۳۴۰ میں فوت ہوئے اس کے دو سال بعد ان کے خادم خاص مولانا محبوب علی خان نے ان کا وہ کلام جو حدائق بخشش کے پہلے حصوں میں نہ آسکا تھا مرتب کر کے شائع کیا''

(مطالعہ بریلویت ص ۳۳۶ خالد محمود)

خالد محمود دیوبندی نے یہ الفاظ کہ ''وہ کلام جو حدائق بخشش کے پہلے حصوں

میں نہ آسکا تھا" محض دھوکا دہی کیلئے استعمال کیے، تاکہ عوام الناس اس شک میں مبتلا ہوں کہ واقعی حدائق بخشش حصہ سوم اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے لکھی تھی لیکن پہلے دو حصوں کے ساتھ شائع نہ ہو سکی حالانکہ ایسی بات کا ثبوت کہیں بھی نہیں ملتا اور نہ کوئی مخالف ایسی بات ثابت کر سکتا ہے۔

بحر حال خالد محمود دیوبندی کی اس عبارت سے اتنا ثابت ہو گیا کہ "مولانا احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے دو سال بعد مولانا محبوب علی خان نے...... [حصہ سوم] مرتب کر کے شائع کیا" تو اب یہ بات کھل کر سامنے آ گئی یہ تیسرا حصہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا یا شائع کردہ نہیں ہے بلکہ ان کے ایک عقیدتمند کا مرتب کردہ مجموعہ ہے، جس سے حدائق بخشش [اول، دوم] یعنی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا دور دور سے واسطہ نہیں ہے۔

نوٹ: مزید حوالہ جات اعتراض نمبر ۱ کے ضمن میں دیے جا چکے ہیں۔

﴿متنازعہ اشعار کا حرف حرف گواہ کہ یہ اشعار ام زرع وغیرہ عروسانِ حجاز﴾

میں کہتا ہوں کہ اگر تعصب کی عینک اتار کر دیکھیں تو متنازعہ اشعار کا حرف حرف گواہ ہے کہ یہ اشعار شاعر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نہیں لکھے بلکہ اُن گیارہ کافرہ عورتوں [ام زرع وعروسانِ حجاز] کے بارے میں ہیں جن کا ذکر کتب احادیث میں موجود ہے۔ آپ خود انصاف کی نظر سے یہ روایت پڑھیں اور پھر متنازعہ اشعار کو بھی دیکھ لیجیے تو جس کے اندر رائی برابر بھی ایمان ہو گا وہ صاف کہے گا کہ یہ اشعار انہی عورتوں کے بارے میں لکھے گے، جو کہ غلطی سے بے ترتیب شائع ہو گے تھے۔[لیکن بعد میں تصحیح کردی گئی تھی]۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعَلِيُّ ابْنُ حُجْرٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَلَسَ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَا يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا

قَالَتْ الْأُولَى زَوْجِي لَحْمُ جَمَلٍ غَثٌّ عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ لَا سَهْلٍ فَيُرْتَقَى وَلَا سَمِينٍ فَيُنْتَقَلُ

قَالَتْ الثَّانِيَةُ زَوْجِي لَا أَبُثُّ خَبَرَهُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أَذَرَهُ إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ

قَالَتْ الثَّالِثَةُ زَوْجِي الْعَشَنَّقُ إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ

قَالَتْ الرَّابِعَةُ زَوْجِي كَلَيْلِ تِهَامَةَ لَا حَرٌّ وَلَا قُرٌّ وَلَا مَخَافَةَ وَلَا سَآمَةَ

قَالَتْ الْخَامِسَةُ زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهِدَ وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ

قَالَتْ السَّادِسَةُ زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ وَإِنْ اضْطَجَعَ الْتَفَّ وَلَا يُولِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ

قَالَتِ السَّابِعَةُ زَوْجِي غَيَايَاءُ أَوْ عَيَايَاءُ طَبَاقَاءُ كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَكِ

قَالَتِ الثَّامِنَةُ زَوْجِي الْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ وَالرِّيحُ رِيحُ زَرْنَبٍ

قَالَتِ التَّاسِعَةُ زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ طَوِيلُ النِّجَادِ عَظِيمُ الرَّمَادِ قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ

قَالَتِ الْعَاشِرَةُ زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكِ لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمَبَارِكِ قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ وَإِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ

قَالَتِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ وَمَا أَبُو زَرْعٍ أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نَفْسِي وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ وَأَطِيطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلَا أُقَبَّحُ وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ أُمُّ أَبِي زَرْعٍ فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ عُكُومُهَا رَدَاحٌ وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ ابْنُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ وَيُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ طَوْعُ أَبِيهَا وَطَوْعُ أُمِّهَا وَمِلْءُ كِسَائِهَا وَغَيْظُ جَارَتِهَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ لَا تَبُثُّ حَدِيثَنَا تَبْثِيثًا وَلَا تُنَقِّثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا قَالَتْ خَرَجَ أَبُو زَرْعٍ وَالْأَوْطَابُ تُمْخَضُ فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَأَخَذَ خَطِّيًّا وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا وَقَالَ كُلِي أُمَّ زَرْعٍ وَمِيرِي أَهْلَكِ قَالَتْ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِيهِ مَا بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِي زَرْعٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ۔

سلیمان بن عبدالرحمن، علی بن حجر، عیسی بن یونس، ہشام بن عروہ، عبداللہ بن عروہ، عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ گیارہ عورتوں نے ایک جگہ اکٹھا ہوکر باہم قول وقرار کیا کہ اپنے اپنے خاوندوں کا حال بیان کریں گی کچھ نہیں چھپائیں گی،

[1] پہلی عورت نے کہا میرا خاوند لاغر اونٹ کا گوشت ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہے، راستہ بڑا کٹھن ہے نہ چوٹی پر چڑھا جا سکتا ہے اور نہ وہ گوشت ہی عمدہ ہے کہ اس کے لانے کی خاطر مصیبت بھری جائے،

[2] دوسری نے کہا میں اس کی حالت ظاہر کرنے سے ڈرتی ہوں کہ اس تذکرے کے بعد میں کہیں اس کو چھوڑ نہ بیٹھوں، اگر ذکر کروں تو بتاؤں گی کہ اس میں کیا عیب وہنر ہیں، ضعف کی وجہ سے اس کے جسم میں جگہ جگہ گانٹھیں پیدا ہوگئی ہیں اور ایسی ہی بیسیوں برائیاں ہیں،

[3] تیسری بولی کہ میرا خاوند لمبا تڑنگا ہے، اگر اس کی کیفیت بیان کروں تو طلاق ملتی ہے، اگر خاموش رہوں تو مجھے مفلس چھوڑ رکھا ہے،

[4] چوتھی نے کہا کہ میرا شوہر تہامہ کی رات کی طرح متوسط ہے، نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈا، وہ ہمیشہ یکساں ہے نہ زیادہ ڈرنا نہ بہت اکتانا،

[5] پانچویں نے بیان کیا کہ میرا شوہر گھر میں آئے تو چیتا، باہر جائے تو شیر، (شریف ایسا کہ) گھر میں کچھ بھی ہوا کرے وہ باز پرس نہیں کرتا، [6] چھٹی نے کہا کہ میرا شوہر کھاؤ ہے، کھانے بیٹھے تو سب چٹ کر جائے اور لیٹے تو سب صاف کر جائے، جب سوئے تو اکیلا ہی پڑا رہے اور میری طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا کہ دکھ سکھ پوچھ لے،

[7] ساتویں نے کہا میرا خاوند گم کردہ راہ اور عاجز ہے، وہ سینے سے دبانے والا اور عورت کا ہر عیب اس کے لئے عیب ہے، اس میں سب برائیاں ہیں، (اگر بات کرے) تو سر پھوڑ دے اور زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گذرے، اور گہرا زخم لگائے،

[8] آٹھویں عورت نے کہا میرے شوہر کا چھونا ایسا ہے کہ جیسا خرگوش کا بس ہو جانا، (وہ نازک ہے) اس کی خوشبو ایسی کہ جیسے زرنب کی خوشبو، بہت ہی نازک ہے،

[9] نویں نے کہا میرا شوہر اونچی تعمیروں والا، لمبے پرتلے والا اور بہت سخی ہے، اس کا گھر مجلس شوری کے قریب ہے، وہ باتدبیر اور سمجھدار ہے،

[10] دسویں نے کہا میرے شوہر کا نام مالک ہے اور بھلا مالک کی کیا تعریف کروں، جو تعریف ذہن میں آسکے وہ بس اس کی تعریف ہے، وہ مہمانوں کے لئے ہمیشہ اونٹ ذبح کراتا ہے، چراگاہ سے زیادہ گھر میں اونٹ جمع رکھتا ہے، اور گھنٹیوں کی آواز سن کر بتاتا ہے کہ اتنے اونٹ ذبح ہونے والے ہیں اور اتنے مہمان موجود ہیں،

[11] گیارہویں نے کہا میرا شوہر ابوزرع، واہ کیا کہنا، میرے کانوں کو زیور سے بوجھل کر دیا، میرے بازوؤں کو چربی سے بھر دیا اور مجھے اس قدر خوش رکھا کہ اس کی داد دینی پڑتی ہے، اس نے مجھے چند بکریوں کے مالک گھرانے میں پڑا پایا، میں ایک غریب لڑکی تھی، وہ مجھے ایسے خوشحال خاندان میں لایا جو گھوڑوں کی ہنہناہٹ والے اور کجاوہ کی آواز والے ہیں، ان کے ہاں گھوڑے اونٹ سبھی موجود ہیں، ڈاکیل چلانے والے بیل اور اناج پھٹکنے والے آدمی سبھی ان کے ہاں حاضر ہیں، ان کے ہاں میں بولتی تو میری نکتہ چینی کوئی نہ کرتا اور سوتی تو صبح کر دیتی، جب پانی پیتی تو نہایت اطمینان سے پیتی، ابوزرع کی ماں یعنی میری خوشدامن وہ بھی بہت لائق عورت تھی، اس کے صندوق بھرپور رہتے تھے، اس کا گھر کشادہ اور اس کا بیٹا ابن ابوزرع! اس کے اوصاف کیا بیان کروں؟ خوب تر! اس کی خواب گاہ جیسے کھجور کی شاخ کھینچنے کی جگہ ہوتی ہے، یعنی چھریرے جسم کا، خوراک اس قدر کم کہ چار ماہ کے بکری کے بچہ کا دودھ اس کا پیٹ بھر دے، اپنی سوکن کے

لئے ہر وقت باعث غیظ وغضب، اس کی ملازمہ بھی قابل تعریف، دوسرے لوگوں سے کہہ کر ہماری باتوں کو نہ پھیلانے والی اور ہمارے ذخیرہ میں نقصان نہ کرنے والی، ہمارے گھر کو خس وخاشاک سے پاک کرنے والی،

ایک دن ایسا ہوا کہ ابوزرع باہر نکلا کہ جب دودھ کے برتن بلوئے جا رہے تھے اور اس میں سے مکھن نکالنے کی تیاری ہو رہی تھی، میں نے باہر نکل کر دیکھا کہ ایک عورت جسکے ساتھ چیتے کے ایسے دو بچے ہیں جو اس کے زیر بغل دو اناروں (پستانوں) سے کھیل رہے ہیں، وہ دونوں دودھ پی رہے تھے، اس عورت کو دیکھ کر ابوزرع نے مجھے طلاق دے دی اور اس عورت سے شادی رچالی، اس کے بعد مجبوراً میں نے ایک ایسے شریف آدمی سے نکاح کیا جو تیز رو گھوڑے پر سوار ہوتا تھا، خطی نیزہ رکھتا تھا، اس نے بہت سی نعمتیں دیں اور ہر قسم کے مویشیوں میں سے ایک ایک جوڑا ہر مویشی کا مجھے دیا اور کہا کہ ام زرع خود کھاؤ اور اپنے عزیز واقارب کو بھی ذخیرہ پہنچاؤ! اور صدقہ وخیرات کرنے کی بھی اجازت دی اور بہت کچھ دیا، مگر یہ سب داد وعیش ابوزرع کے ایک چھوٹے سے برتن کو بھی نہیں پہنچ سکتے،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ تمام قصہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی تمہارے لئے ایسا ہوں جیسا کہ ابوزرع ام زرع کے ساتھ تھا، فرق صرف اتنا ہے کہ اس نے بیوی کو طلاق دے دی تھی اور میں نے طلاق نہیں دی، یعنی بیوی کے ساتھ ایسی ہی اچھی طرح زندگی بسر کرنا چاہئے۔

۞......صحیح بخاری جلد ۳، کتاب النکاح، باب ۱۱۲، اہل وعیال کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا ص ۱۰۰ مترجم

۞......یہی روایت صحیح مسلم جلد سوم کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم باب ذکر حدیث ام زرع صفحہ ۳۲۶

۞......یہی روایت فیض الباری پارہ ۲۱ کتاب النکاح باب حسن المعاشرہ مع الاھل: حدیث ۴۷۹۰ مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور۔

۞......یہی روایت دیوبندیوں کی تفہیم البخاری جلد ۳ پارہ ۲۱ کتاب النکاح صفحہ ۹۴ دارالاشاعت کراچی۔

۞......یہی روایت شمائل ترمذی میں بھی موجود ہے اور دیوبندی مولوی زکریا نے شمائل ترمذی مع اردو تشریح خصائل نبوی میں لکھا کہ "ابوزرع گھر سے نکلا راستہ میں ایک عورت پڑی ہوئی ملی جس کی کمر کے نیچے چیتے جیسے دو بچے اناروں سے کھیل رہے تھے (چیتے کے ساتھ تشبیہ کھیل کود میں ہے اور اناروں سے یا تو حقیقۃً انار مراد ہیں کہ ان کو لوھکا کر کھیل رہے تھے یا دو اناروں سے اس عورت کے دونوں پستان مراد ہیں)"۔[بریکٹ کے اندر خط کشیدہ الفاظ زکریا دیوبندی ہی کے ہیں]۔

(شمائل ترمذی مع اردو تشریح خصائل نبوی صفحہ ۱۹۴ مولوی زکریا: دار الاشاعت کراچی)

(البرہان از احمد رضا قادری)

﴾مرتب کے نزدیک بھی یہ اشعار ام زرع وغیرہ کے بارے میں ہیں﴿

ان اشعار کے بارے میں حضرت مرتب غازی ملت [محبوب رضوی] رحمۃ اللہ علیہ اپنا باہا توضیحی بیان اس کی اشاعت میں غلطی وغفلت پر احتیاطؑ تو بہ کا اعلان کر چکے ہیں جو اخبار انقلاب بابت ۱۰ اگست ۵۵ءِ اخبار الوارث بابت ۱۰ جولائی ۵۵ءِ اور رسالہ ماہنامہ سنی لکھنو بابت ۴ جولائی ۵۵ءِ اور پوسٹر میں بار بار شائع ہو چکا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

اس قصیدہ کے سات اشعار ان گیارہ مشرکہ عورتوں کے بارے میں ہیں، جن کا تذکرہ بخاری، مسلم، ترمذی نسائی شریف وغیر کتب احادیث میں موجود ہے یہ تین اشعار بھی انھیں سات اشعار میں سے تھے۔ یہ اشعار در حقیقت حدیث میں وارد کلمہ ملاء کساء ھا کا قریب قریب ترجمہ ہیں۔ یہ سات اشعار ابتداء کے تھے مگر ناقل کاتب کی غلطی سے یہ تین اشعار وسط میں اور کچھ اشعار اخیر میں آ گئے اور فساد پرست عناصر کو یہ شور مچانے کا موقع مل گیا کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان اقدس میں ایسے اشعار لکھ دیئے گئے۔

(تحقیقات ۱۰۹، ۱۱۰)

☆......خود حدائق بخشش سوم کے مرتب مولانا محبوب علی رضوی صاحب کہتے ہیں کہ

''قصیدہ مدحیہ سیدتنا حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سات اشعار قصیدہ اُم زرع والے مصنفہ حضرت علامہ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، پُرانی قلمی بوسیدہ بیاض سے نہایت احتیاط کے ساتھ نقل کیے، لیکن اُمّ زرع والا قصیدہ چونکہ پورا دستیاب نہ ہوا تھا، ان سات شعروں کے کے تین حصہ کر کے ہر حصہ پر لفظ ''**علیحدہ**'' جلی قلم سے لکھ دیا تھا کہ ہر حصہ کا مضمون علیحدہ تھا...... اتفاق سے کاتب اور مالک پریس دونوں بد مذہب تھے، ان لوگوں سے قصداً یا سہواً یہ تقدیم وتاخیر اور تبدیل وتغیر ظہور میں آئی۔

(ماہنامہ سُنی لکھنو، ص ۱۷، فتاویٰ مظہری، مطبوعہ ج ۲، ص ۳۹۳)

مفتی مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''ان اشعار کا مضمون ہی ایسا ہے کہ حضرت سیدتنا [عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا] سے اس کو کوئی دور کی نسبت ہی نہیں معلوم ہوتی، دوسرے نہ اس سے قبل کے اشعار کا ان سے کچھ تعلق معلوم ہوتا ہے، نہ ان کے بعد کے اشعار کا، ایک معمولی اردو خوان بھی جب اوپر سے پڑھتا ہوا آتا ہے اور اس مقام تک پہنچتا ہے تو چونک اٹھتا ہے کہ یہ بد رنگ اشعار کس مقام کے اور کس شاعر کے بیچ میں آ پڑے، کہ نہ ان کو سیاق وسباق ہی سے کچھ تعلق نہ آگے پیچھے کے انداز کلام سے کچھ مناسبت، تیسرا ان اشعار پر جلی قلم سے جو لفظ **علیحدہ** لکھا ہے۔

(فتاوی مظہریہ صفحہ۳۹۲)

لہذا مفتی مظہر صاحب نے خود وضاحت کردی کہ وہ اشعار اماں عائشہ کے بارے میں نہیں۔اب ان کی کسی عبارت کا غلط مفہوم تراش کر اس قسم کی گھٹیا گفتگو کرنا کیا جائز بات ہے؟اور آپ کے مولوی سرفراز خان رقم طراز ہیں کہ

زبان کی تندی انتہائی معیوب ہونی کے علاوہ دوزخ میں لے جاتی ہے اور عذاب قبر کا ایک سبب بھی ہے۔(عبارات اکابر۱۴)

اعتراض......:آپ کہتے ہیں کہ یہ کاتب کی غلطی وشرارت ہے جبکہ مفتی مظہر اللہ کہتے ہیں میرے نزدیک زید بھی اس ناپاک الزام سے بری ہے اور کاتب بھی۔......

جواب......:اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارا واسطہ ایسی قوم [وہابیہ] سے پڑا ہے جو خود جاہل ہے اور دوسروں کو بھی اپنی جہالت کی وجہ سے گمراہ کررہی ہے۔جن کو نہ خود کچھ سمجھ آتی ہے اور نہ دوسروں کو سمجھنے دیتے ہیں۔مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ایک احتمال پیش کیا کہ ممکن ہے کاتب وناشر سے ترتیب میں غلطی ہوگئی اور اس نے قصداً ایسا نہ کیا ہو اور دلیل یہ قائم کی کہ اگر معاذ اللہ کاتب کا یہ قصد ہوتا تو اس کے ہاتھ میں قلم تھی اور موقعہ بھی تھا کہ اس کے ہاتھ کا روکنے والا بھی کوئی نہ تھا تو وہ کیوں کسر چھوڑتا غرض میرے نزدیک زید بھی اس ناپاک الزام سے بری ہے اور کاتب بھی۔(فتاوی مظہریہ ۴۰۳)

یعنی اگر کاتب وناشر قصداً ایسا کرتا تو کتاب کے دیگر مقامات پر بھی کرسکتا تھا،لہذا بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ کاتب نے قصداً ایسا نہ کیا بلکہ اس سے بھی اشاعت وترتیب میں خطا ہوئی ہے لہذا اس احتمال کی بناء پر انہوں نے یہ رائے قائم کی۔

اب بالفرض مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے سے کوئی اختلاف بھی کرتا ہے تو اس سے کب لازم آتا ہے کہ یہ اشعار،اور ان کی ایسی ترتیب امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ہی کہ ہیں؟یا مرتب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں شائع کروائے؟

پھر اسی فتاوی مظہریہ میں اس کی وضاحت اس طرح موجود ہے کہ

"قصیدہ مدحیہ سیدتنا حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالی عنہا اور سات اشعار قصیدہ اُم زرعہ والے مصنفہ حضرت علامہ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ،پُرانی قلمی بوسیدہ بیاض سے نہایت احتیاط کے ساتھ نقل کیے،لیکن اُمّ زرعہ والا قصیدہ چونکہ پورا دستیاب نہ ہوا تھا،ان سات شعروں کے کے تین حصہ کرکے ہر حصہ پر لفظ **علیحدہ** جلی قلم سے لکھ دیا تھا کہ ہر حصہ کا مضمون علیحدہ تھا،جب حدائق بخشش حصہ سوم کی طباعت کا ارادہ کیا تو بعض مجبوریوں کی بنا پر اپنے مقام (پٹیالہ) پر اس کا بندوبست نہ کرسکا،ناچار نابھہ سٹیم پریس والے سے معاملہ کرنا پڑا (اس مقام پر انہوں نے تفصیل کے ساتھ اپنی مجبوریوں کا

بیان کیا ہے)

پریس والے نے یہ شرط کی کہ اس کی کتابت بھی یہیں ہوگی، ناچار یہ شرط بھی منظور کی اور اس کے سپرد کردیا، اتفاق سے کاتب اور مالک پریس دونوں بد مذہب تھے، ان لوگوں سے قصداً یا سہواً یہ تقدیم وتاخیر اور تبدیل وتغیر ظہور میں آئی، بہت روز کے بعد جب میں اس کتاب کی غلطیوں پر واقف ہوا تو خیال ہوا کہ کہ طباعت دوم میں اس کی اصلاح ہوجائے گی، لیکن حافظ ولی خاں نے بغیر مجھے اطلاع دیئے پھر چھپوا دیا، غرض اس میں جو تساہل مجھ سے ہوا، اس پر ہی اپنی غفلت اور غلطی پر خدا تعالیٰ کے حضور میں معافی چاہتا ہوں، وہ غفور رحیم مجھے معاف فرمائے۔ (ماہنامہ سُنی لکھنؤ ص ۱۷)

(مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی، فتاویٰ مظہری، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ج ۲، ص ۳۹۳)

اعتراض: پھر معترض صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ مفتی مظہر اللہ نے اس کو معمولی غلطی کہا۔

نوٹ: اپنی ایک ویڈیو میں بھی اس نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ مفتی مظہر اللہ نے ان اشعار کو معمولی غلطی کہا۔

ساجد خان دیوبندی نے عوام الناس کو دھوکا دیا، حوالہ پیش کرنے میں خیانت کی اور صریح جھوٹ بولا جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ جس فتوی کی ساجد خان بات کر رہا ہے وہاں مفتی شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ سے اشعار کے متعلق سوال ہی نہیں کیا گیا تھا بلکہ اشاعتی غلطی پر توبہ کے بارے میں سوال ہوا تھا۔

لیجئے ذرا سائل کا سوال اول تا آخر ملاحظہ کیجیے۔

لیجیے فتاویٰ مظہریہ میں سائل کا وہ سوال ملاحظہ کیجیے اور آپ خود پڑھ کر دیکھ لیجیے کہ یہاں اشعار کے بارے میں سوال ہے یا کہ اشاعتی غلطی پر توبہ کے بعد اس کی توبہ اور اس کی اقتداء میں نماز یعنی اس کی امامت کا سوال کیا گیا۔

"(سوال نمبر ۲۵۸) حدائق بخشش حصہ سوم صفحہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ پر حضرت سیدنا ام المومنین عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا کی مدحت میں جو قصیدہ چھپا ہے اس کی تمہید میں سات اشعار ان گیارہ کافرہ مشرکہ دلہنوں کے متعلق ہیں جن کا ذکر بخاری شریف، ترمذی شریف، مسلم شریف، نسائی شریف وغیرہ کتب حدیث کی حدیث میں صحیح مرفوع متصل میں ہے۔

یہ اشعار ناقل یا کاتب کی غلطی سے بے موقع چھپ گئے ہیں اس بے ترتیبی کو آڑ بنا کر ان اشعار کو معاذ اللہ حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں بتا کر مولوی محبوب علی خان کو جو اس حصہ دیوان [یعنی حدائق بخشش حصہ سوم] کے شائع کنندہ ہیں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی توہین کا مرتکب ٹھہرایا جا رہا ہے۔ مولوی محبوب علی خان کو جب اس

غلطی پر اطلاع ہوئی تو انہوں نے اس غلطی سے کئی بازبانی اور تحریری طور پر صریح توبہ کی چناں چہ ۱۰ جولائی ۱۹۵۵ء کو ان کا توبہ نامہ شائع ہو گیا، اس پر یہ اعلان بھی شائع کر دیا کہ فقیر نے اس ورق کو صحیح ترتیب کے ساتھ چھپوا لیا ہے جس میں سات شعروں کو بالکل ہی نکال دیا ہے جن صاحب کے پاس حدائق بخشش حصہ سوم ہو وہ مہربانی فرما کر صفحات ۳۷، ۳۸ والا ورق کر فقیر کے پاس بھیج دیں اور یہ صحیح چھپا ہوا واپس لے لیں۔ اس توبہ اور اعلان کے بعد مسلمانان اہل سنت کو ان کا توبہ نامہ قبول کر لینا اور ان پر طعن و تشنیع سے پرہیز کرنا چاہیے یا نہیں اور ان کی اقتداء میں سنی مسلمانوں کی نماز شرعاً جائز ہے یا نہیں فقط بینوا و توجروا۔ مستفتی مصلیان جامع مسجد مدن پورہ بمبئی نمبر ۸ (فتاوی مظہریہ ۳۸۶، ۳۸۷)

مسلمانوں انصاف سے فیصلہ کرو

خدا را انصاف سے فیصلہ کیجیے کہ اس سوال میں سائل نے اشعار کے بارے میں فتوی پوچھا ہے یا کہ [بقول سائل] ناقل یا کاتب کی غلطی سے جو اشعار بے موقع چھپ گئے ہیں، اور اشاعتی خطا پر مولانا محبوب علی خان نے جو توبہ کر لی تھی اس توبہ، اور ان کی اقتداء میں نماز کے بارے میں سوال کیا؟

فتاوی مظہریہ میں موجود سائل کے یہ الفاظ دوبارہ پڑھ لیجیے "اس توبہ اور اعلان کے بعد مسلمانان اہل سنت کو ان کا توبہ نامہ قبول کر لینا اور ان پر طعن و تشنیع سے پرہیز کرنا چاہیے یا نہیں اور ان کی اقتداء میں سنی مسلمانوں کی نماز شرعاً جائز ہے یا نہیں فقط بینوا و توجروا۔"

لا الہ الا اللہ! انصاف کیجیے یہاں تو سرے سے اشعار کے بارے میں سوال ہی نہیں ہیں لیکن ساجد خان دیوبندی جھوٹ بولتے ہوئے عوام الناس کو دھوکا دیتے ہوئے بہتان باندھا لہذا ساجد خان دیوبندی کے اس جھوٹ پر ہم لعنت بھیجتے ہیں

"لَعْنَتَ اللہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ۔ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دھوکا دیتے ہیں یہ بازی گر کھلا

اعتراض: آخر میں یہ اعتراض کیا کہ یہ تاویلات اس وقت کیں جب علمائے دیوبند نے ان اشعار کے خلاف قدم اٹھایا۔

جواب......: اولاً تو گزارش ہے کہ علماء وہابیہ سالوں سے اپنے اکابرین کی گستاخیوں کا دفاع کرتے رہے، اور توبہ کا نام تک بھی زبان کی نوک تک نہ لائے، اس لئے ان میں ہمت ہی نہ تھی کہ وہ مولانا محبوب علی خان رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے توبہ کا مطالبہ کرتے۔ تاریخ گواہ ہے کہ علماء وہابیہ نے محبوب علی خان رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا اور ایسا مطالبہ کس منہ سے کرتے کہ اصل میں تو ان کے اکابرین کی کتب گستاخیوں سے بھری پڑی ہیں۔ بندہ ناچیز کی تحقیق کے مطابق کسی ایک وہابی نے

محبوب علی خان رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نہیں کہا کہ تم سے گستاخی ہوگئی ہے لہذا توبہ واستغفار کرو۔اگر کسی وہابی دیوبندی کے پاس اس قسم کا کوئی ثبوت ہے تو پیش کرے۔

ور پھر یہ تاثر دینا کہ انہوں نے وہابیہ کے ہنگامہ کی وجہ سے توبہ کی تھی تا کہ امامت سے نہ نکالیں جائیں تو ہم کہتے ہیں کہ ان کی توبہ تو اُس وقت بھی علماء وہابیہ نے قبول نہ کی تھی ،اوراب تک قبول نہیں کررہے،لہذا اگراسی وجہ سے توبہ کرتے کہ وہابیوں کا خوف تھا تو پھران کی توبہ کونا قابلِ قبول قرار دینے سے ان کی امامت پر لازمی کچھ فرق آتا ، بلکہ یقیناً ان کی امامت کا حق ان سے چھین جانا چاہیے تھا لیکن وہابیہ کی حجت بازیاں تو ان کی توبہ کے بعد بھی برابر رہیں۔لیکن امامت کی سعادت انہی کو حاصل رہی۔

پھر عجیب بات ہے ایک طرف علماء وہابیہ کہتے ہیں کہ یہ متنازعہ اشعار اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں لہذا احمد رضا خان گستاخ ہے [معاذ اللہ عزوجل] تو جب یہ اشعار امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے تھے تو پھر محبوب علی خان رضوی رحمۃ اللہ علیہ کو امامت سے ہٹانے کا مطالبہ کیوں کرتے رہے؟ جبکہ صراط مستقیم کے بارے میں آج تک وہابیہ کہتے ہیں کہ گستاخانہ عبارت سید احمد وہابی کی ہے اور اسماعیل دہلوی مرتب ہے لہذا ان پر تنقید جائز نہیں۔(یہ بھی یاد رہے کئی دیوبندیوں نے صراط مستقیم کو اسماعیل کی تصنیف شمار کیا ہے)تو پھر اس اصولِ وہابیہ کے مطابق تو ذمہ دار اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ تھے تو امامت سے ہٹنے کا مطالبہ محبوب رضوی صاحب سے کیوں؟''توبہ قبول نہیں'' کی بجائے یہ کیوں نہیں کہہ تھا کہ اشعار اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں لہذا محبوب رضوی کی توبہ سے معاملہ حل نہیں ہوسکتا۔

مخالفین کو ذرا بھی اللہ تبارک تعالیٰ کا خوف ہوتا تو ایسی بدگمانیاں نہ کرتے۔یہ کاتب وناشر کی غلطی تھی ،اور ناشر کی غلطی دیکھنے کے بعد انہوں نے ارادہ کیا تھا کہ اس کو دوسرے ایڈیشن میں درست کردیا جائے گا لیکن ناشر نے ان کو اطلاع دیئے بغیر ،ان سے اجازت لیے بغیر دوسرا ایڈیشن بھی شائع کردیا جیسا کہ خود محبوب علی خان رضوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ

''جب حدائق بخشش حصہ سوم کی طباعت کا ارادہ کیا تو بعض مجبوریوں کی بنا پر اپنے مقام (پٹیالہ) پر اس کا بندوبست نہ کرسکا،ناچار نابھہ سٹیم پریس والے سے معاملہ کرنا پڑا(اس مقام پر انہوں نے تفصیل کے ساتھ اپنی مجبوریوں کا بیان کیا ہے)پریس والے نے یہ شرط کی کہ اس کی کتابت بھی یہیں ہوگی ،ناچار یہ شرط بھی منظور کی اور اس کے سپرد کردیا، اتفاق سے کاتب اور مالک پریس دونوں بدمذہب تھے،ان لوگوں سے قصداً یا سہواً یہ تقدیم وتاخیر اور تبدیل وتغیر ظہور میں آئی ، بہت روز کے بعد جب میں اس کتاب کی غلطیوں پر واقف ہوا تو خیال ہوا کہ طباعت دوم میں اس کی اصلاح ہوجائے گی ،لیکن حافظ ولی خاں نے بغیر مجھے اطلاع دیئے پھر چھپوا

دیا،غرض اس میں جو تسابل مجھ سے ہوا، اس پر ہی اپنی غفلت اور غلطی پر خدا تعالیٰ کے حضور میں معافی چاہتا ہوں، وہ غفور ورحیم مجھے معاف فرمائے۔(ماہنامہ سُنّی ،لکھنؤ ،ص ۱۷)(مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی، فتاویٰ مظہری،مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ج ۲،ص ۳۹۳)

کاتب وناشر کی غلطیوں کا ذمہ دار مصنف ومرتب نہیں ہوتا، لہذا انہوں نے یہ سوچا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے گی لیکن دوسرا ایڈیشن کافی عرصے تک شائع نہ کیا جا سکا ،اور پھر عرصہ 30 سال بعد ناشر نے بغیر اجازت، بغیر کسی اطلاع کے اسی غلط ترتیب کے ساتھ دوسرا ایڈیشن شائع کر دیا۔جیسا کہ خود خالدمحمود دیوبندی نے لکھا کہ ’’یہاں تک کہ اس پر تیس سال گزر گئے اور کتاب کا دوسرا ایڈیشن بھی شائع ہوگیا‘‘

میں بھی تصحیح نہ ہونے کی وجہ بالکل واضح ہے کہ ناشر نے مولانا محبوب علی خان رضوی رحمۃ اللہ علیہ کو بغیر بتائے اور بغیر اجازت لیے دوسرا ایڈیشن شائع کر دیا۔اس لئے اس میں نہ ہی محبوب علی خان رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی غلطی ہے نہ کسی سنی عالم کی۔اور پھر ہم کہتے ہیں کہ جب محبوب علی خان رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے تصحیح کر دی اور احتیاطاً توبہ نامہ بھی شائع کر دیا تو تب کون سا مخالفین نے اپنا منہ بند کر لیا تھا؟ مخالفین نے تو ہر حال میں مخالفت کرنی تھی اور اب تک کر رہے ہیں ۔لہذا مخالفین حضرات خواہ مخواہ حجت بازیاں کرتے پھرتے ہیں، اہل انصاف کی آنکھوں پر پٹی نہیں باندھ سکتے۔حق وسچ بالکل واضح ہے اس لئے ان کے جاہلانہ وسوساس کا شکار نہیں ہوں گے۔ان شاء اللہ عزوجل

اعتراض نمبر ۵: پھر معترض صاحب نے کہا کہ یہ اشعار اماں عائشہ کے بارے میں ہیں اور کچھ دلائل دیۓ جنکے ہم ترتیب وار جوابات دیں گئے۔

دلیل نمبر ۱:: ان اشعار میں ’’ان‘‘ کا لفظ ہے جو تعظیم کے لئے ہے اور آخر میں ’’قبا‘‘ کالفظ ہے جو واحد ہے اگر ان سات مشرکہ عورتوں کے بارے میں کلام ہوتا تو آخر میں ’’قبائیں‘‘ جمع کا صیغہ ہوتا۔لہذا معلوم ہوا کہ یہ اشعار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کے متعلق ہیں۔

جواب......:

اس بارے میں عرض ہے کہ ان اشعار میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ سب عورتوں کی ایک ہی حالت تھی بلکہ روایت وشروحات کا جائزہ لیا جائے تو ایک عورت کی ایسی حالت تھی، لہذا اگر واحد کا صغیہ ہے تو اسی عورت کے ذکر میں ہے۔

پھر ان شعار کے پہلے شعر

’’یا دوہ مجمع رنگین عروسان حجاز اور بیاں کہ چھپائیں گی نہ حال شوہر‘‘

کو دیکھا جائے تو بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ یہ عروسان حجاز ہی کے بارے میں اشعار ہیں

دلیل نمبر ۲:۔پھر یہ کہا کہ جی یہ اشعار بازاری عورتوں کے بارے میں نہیں

کیوں ان کے بعد تن اقدس اور آہتہ تطہیر کا ذکر ہے اور کیا باز اری عورتیں تن اقدس ۔۔۔والی ہوتیں ہیں۔

جواب اس کا یہ ہے کہ جناب یہ اشعار تشبیب کے ہیں اور تشبیب کے اشعار کا مدح کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا ۔دیکھو قصیدہ شاعری کی ایک صنف ہے جو غزل سے مشابہ ہے۔اس کے بالعموم پانچ اجزاء ہوتے ہیں۔

[۱] تمہید یا تشبیب: رنگین کلام سے ابتداء کر کے سامعین کی توجہ مرتکز کی جاتی ہے۔

[۲] گریز: یہاں بات کا رخ اصل مقصد کی طرف پھیرا جاتا ہے۔

[۳] مدح: اس حصے میں اوصافِ ممدوح کا بڑی فراخدلی سے بیان ہوتا ہے۔[۴] مدعا یا طلب: یہاں پہنچ کر ممدوح سے اپنی التجا کی جاتی ہے۔

[۵] دعا: شاعر یہاں ممدوح کے لئے دعا کرتا ہے اور مقطع لا کر قصیدہ ختم کر دیتا ہے۔(اگر شاعر ابتداہی میں اپنے ممدوح کی مدح شروع کر دے تو قصیدہ کو خطابیہ ورنہ تمہید یہ کہا جاتا ہے)۔

﴿......تشبیبِ قصیدہ اور شباب کی منظر نگاری......﴾

قصیدہ (بانت سعاد) مشہور نعتیہ ہے،حضرت کعب بن زہیر نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پڑھا اور انعام پایا،اُسکی تشبیب میں یہ شعر بھی ملتا ہے:

هيفاء مقبلة عجزاء مدبرة لا يشتكى قصر منها ولا طول

(یعنی جب سعاد کو آگے سے دیکھا جائے تو وہ پتلی کمر والی ہے اور جب اُسے پیچھے سے دیکھا جائے تو بھاری چوتڑوں والی ہے،اُس کی کوتاہی قد یا بلندی قامت کا شکوہ ہو ہی نہیں سکتا)۔

(الروض الانف۴:۲۸۱۔سیرت ابن ہشام۲:۵۰۲۔)

بہر حال اس گفتگو سے یہ ثابت ہو گیا کہ تشبیب کہ اشعار کا مدح کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

اعتراض نمبر ۶: پھر انہوں [محبوب علی خان] نے اپنے توبہ نامے میں یہ فحش اشعار ام زرع پر لگائے ہیں ۔آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا...... میں تیرے لئے اس طرح ہوں جیسے ابو زرع ام زرع کے لئے تھے ۔اب آپ ہی غور کریں کہ حضور ﷺ ام زرع کو تشبیہ حضرت عائشہ صدیقہ کے لئے ذکر فرمادیں......(مطالعہ بریلویت ۳۴۰) اسی طرح کا اعتراض دیوبندی مصنف دھا کہ نے کیا کہ "مرتب مجموعہ (محبوب علی خان رضوی) نے اپنے توبہ میں یہ فحش اشعار ام زرع پر لگائے ہیں صحیح بخاری میں ہے کہ حضور نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا کنت لک کابی زرع لام زرع (ترجمہ) میں تیرے لئے اس طرح ہوں جیسے ابو زرع ام زرع کے لئے تھے......وہ بی بی جسے حضور ﷺ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے لئے تشبیہاً ذکر فرمائیں اس کے بارے میں یہ فحش شعر کہنا کیا ام المومنین کی زبردست توہین نہیں؟

جواب ......:اولاً تو وہابیہ کی جہالت کہ وہ تشبیہ ہی کو نہ سمجھ سکے روایت میں

یہ نہیں کہ تم [عائشہ] میرے لئے ایسی ہو جیسے [ام زرع] ابو زرع کے لئے تھی۔ بلکہ روایت کہ الفاظ جو خود علماء وہابیہ نے لکھے وہ یہ ہیں کہ ''کنت لک کابی زرع لا امزرع'' میں تیرے لئے اس طرح ہوں جیسے ابو زرع ام زرع کے لئے تھے (دھما کہ ۶۱، مطالعہ بریلویت ۳۴۰، مسلک اعلی حضرت) لہذا اولاتو علماء وہابیہ نے تشبیہ کو سمجھنے ہی میں سخت ٹھوکر کھائی ہے اور وہ بات کو سمجھ ہی نہیں سکے، لہذا اپنی جہالت کا علاج کسی سنی سے کروائیں۔

☆......پھر مذکوہ بالا اعتراض بھی مخالفین کی زد دتی ہے، کیونکہ اگر مخالفین کے اس اصول کو تسلیم کر کے ام زرع کے بارے میں کچھ کہنے کو گستاخی قرار دیا جائے تو پھر ان اشعار سے قبل ان تمام محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو گستاخ کہنا پڑے گا جنہوں نے ام زرع کے بارے میں یہ روایت اپنی اپنی کتب میں لکھی۔

☆......پھر خود اشرفعلی تھانوی نے لکھا کہ نبی یوسف علیہ السلام کی بیوی کے بارے میں ایسے اشعار [دو لپتان ہر یکے چوں قبہ نور حبا بے ساختپ از عین کا نور]

کی وضاحت میں لکھا کہ ''ایسی مدح کو خلاف احترام ہے مگر ایسی حالت کے اعتبار سے ہے کہ اس وقت وہ واجب الاحترام نہ تھیں یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے نکاح میں آنے کے بلکہ اسلام لانے کے بھی قبل'' (امداد الفتاوی ص ۷۸)

لہذا اصول تھانوی کے مطابق جب کسی نبی علیہ السلام کی بیوی بھی حالت کفر میں ہو تو واجب الاحترام نہیں ہوتی تو پھر ام زرع جس سے محض تشبی [بقول وہابیہ] دی گئی اور حالت کفر میں کس طرح واجب الاحترام ٹھہری؟

☆......پھر مخالفین کی یہ جہالت ہے کہ وہ تشبی کو من کل وجوہ مان لیتے ہیں حالانکہ مشبہ اور مشبہ بہ کو برابر سمجھنا کمال درجہ کی بے وقوفی ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ اور مشبہ بہ سے برابر سمجھنا پرلے درجے کی حماقت ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۱۳) تشبہ من کل وجوہ نہیں ہوتی لہذا یہاں تشبیہ صرف محبت و شوہر کے اپنی بیوی سے اچھے اخلاق میں ہے، لہذا وہابیہ کا استدلال ہی باطل ٹھہرا۔

☆......پھر ہم پوچھتے ہیں کہ اگر بالفرض کوئی مسلمان ام زرع کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو شریعت اسلامیہ کی رو سے کیا وہ گستاخ و بے ادب قرار پاتا ہے؟ یا ام زرع کی گستاخی سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی لازم آتی ہے؟ مخالفین کو چاہیے کہ پہلے شرعی دلائل سے یہ مسئلہ تو ثابت کریں اور اس کے بعد اس کو بنیاد بنائیں۔ حیرت ہے کہ مخالفین حضرات ام زرع کی بات کو لیکر گستاخی گستاخی کا شور کر رہے ہیں حالانکہ خود اللہ عزوجل، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم، ازواج مطہرات، حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہ اجمعین کی شان میں واضح گستاخیاں بکتے ہیں لیکن ان کو گستاخیاں

نہیں

مانتے، ان گستاخیوں کا دفاع کرتے ہیں۔ معاذ اللہ عزوجل۔ جیسا کہ حفظ الایمان، تحذیر الناس، تقویۃ الایمان، براھین قاطعہ جیسے متعدد کتب وہابیہ گستاخیوں سے بھری پڑی ہیں لیکن آج دن تک ان گستاخیوں کو بے غبار ثابت نہ کر سکے۔

اعتراض: احمد رضا نے روافض کا رد تقیہ کی آڑ لے کہ کیا۔

الجواب: یہ تو ہم آگے دیوبندیوں کے حوالے نقل کریں گئے جس میں خود انہوں نے اعلی حضرت کی رد شیعت پر خدمات کا اعتراف کیا ہے سر دست اس بات کی وضاحت مقصود ہے کہ کون اپنا گند چھپانے کے لئے بد مذہبوں کے رد کی آڑ لیتا ہے۔

دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی نے لکھا کہ

اگر بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی تجویز کیا جائے تو بھی آپ کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا (مفہوما تحذیر الناس)

یہ یاد رہے کہ خود دیوبندیو کے نزدیک اگر کوئی نبی حضو ﷺ کے بعد آجائے تو آپکی ختم نبوت زمانی ورتبی دونوں میں فرق آجائے گا۔ (حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ، آئینہ قادیانیت، تحفہ قادیانیت)

اب اس عبارت کی بنیاد پر مرزا قادیانی نے دعوی نبوت کیا تو اپنے بانی کے گند کو چھپانے کے لئے دیوبندیوں نے مرزائیوں کی مخالفت کی۔ اپنے اس دعوی پر ہم دیوبندیوں کے چوٹی ے عالم مولوی منظور نعمانی کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جس کو پڑھ کر ہر مصنف مزاج آدمی نتیجہ اخذ کر سکتا ہے۔ منظور سنبھلی لکھتا ہے

اور دوسرے علماء دیوبند کی وہ علمی اور عملی مساعی، جو قادیانی جماعت کے مقابلہ میں اسی مسئلہ ختم نبوت کے متعلق اب تک کتابوں اور مناظروں کی شکل میں ظہور پذیر ہو چکی ہیں اور جن سے تمام اسلامی دنیا واقف ہے۔ ختم نبوت کے لئے بانی دارلعلوم دیوبند اور جماعت علمائے دیوبند کی پوزیشن واضح کرنے کے لئے انصاف والی دنیا کے نزدیک کافی سے زائد ہے (فتوحات نعمانیہ ۳۳۰)

میں اس پر کوئی تبصرہ کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ انصاف پسند حضرات خود ہی اس عبارت کا مطلب سمجھ سکتے ہیں۔

اسی طرح شیعہ کافر کا نعرہ بھی اپنے اکابرین کے گھٹیا عقیدے کو چھپانے کے لئے لگایا گیا جیسا کہ ہم اوپر حوالہ جات عرض کر چکے کہ ان کے نزدیک شیعہ کافر نہیں۔ جبکہ حقیقت میں یہ لوگ شیعوں کے ساتھ دعوتیں اڑاتے ہیں۔ (ماہنامہ حق چار یار لاہور ماہ اگست ۱۹۹۵ء ص ۲۲)

رہ گئے غیر مقلدین تو عقائد میں یہ دونوں متحد ہیں (فتاوی رشیدیہ حصہ ۲ ص ۱۰) لہذا دیوبندیت باطل فرقوں کا نچوڑ ہے۔

اعتراض: جس طرح شیعہ کہتے ہیں کہ اللہ خلف وعید پر قادر نہیں ایسے ہی

تمہارا عقیدہ ہے۔

الجواب: اس کے جواب میں بھی صرف اتنا عرض ہے لعنۃ اللہ علی الکذابین۔ عشریہ اور ماتریدیہ کے درمیان یہ ایک نزاعی مسئلہ ہے کیا جناب ماتریدیہ کو بھی شیعہ قرار دیں گئے۔

یہ ہم پر الزام ہے کہ ہم خلف وعید کے قائل نہیں۔ اور پھر خود دیوبندی حضرات نے ہمارے اکابرین کے ایسے حوالہ جات نقل کئے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ خلف وعید کے قائل ہیں۔ (ہدیہ بریلویت ص ۳۹۱)

اعتراض: شاہ عبدالعزیز کے نزدیک اللہ قبائح پر قادر ہے جبکہ شیعہ کی طرح تم بھی اس کے منکر ہو

الجواب: شاہ صاحب کی ایک عبارت جب شیعوں نے پیش کی تو اس کا جواب دیتے ہوئے قاضی مظہر صاحب فرماتے ہیں

سائل نے تحفہ اثنا عشریہ مترجم اردو سے یہ عبارت نقل کی ہے حالانکہ اس میں کتابت کی غلطی پائی جاتی ہے لیکن سائل نے بلا فہم اس کو سوال میں نقل کر دیا ہے اگر وہ اتنی فہم رکھتے تو اردو کی اس عبارت کی تصحیح کر لیتے اب بھی ان پر لازم ہے کہ وہ صحیح عبارت پیش

کریں۔ (سنی مذہب حق ہے ص ۳۴)

اس عبارت کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ اللہ تعالی برائیوں کا ارتکاب کرتا ہے بلکہ یہ عقیدہ ہے کہ اللہ ہر چیز کا خالق ہے (سنی مذہب حق ہے ص ۳۵)

یہی مطلب معترض کی پیش کردہ عبارت کا ہے۔ اس میں بھی موجود ہے کہ اللہ کا ظلم ممکن نہیں (تحفہ اثنا عشریہ ص ۳۰ بحوالہ مسلک اعلی حضرت)

لہذا جب ظلم ممکن نہیں تو محال ہوا اور محال اللہ کی قدرت کے تحت نہیں۔ (یکروزہ فارسی) اور یہی بات ہم کرتے ہیں جبکہ دیوبندی حضرات کے نزدیک اللہ ظلم پر قادر ہے (مطالعہ بریلویت ج ۸ ص ۲۵) تو ان کی پیش کردہ عبارت ان کے خلاف ہوئی ہمارے نہیں۔ اور جہاں تک بات امکان کذب کی تو شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں

خدا تعالی کا خالق کذب ہو تو ضرور لیکن قولاً و عملاً کاذب ہونا محال ہے (الاسلام ص ۳۳)

اعتراض: پھر فتاوی رضویہ کی عبارات نقل کر کے کہا کہ یہ الزام تراشیاں کس بنیاد پر؟ صرف اس لئے کہ تم نے اللہ کو خلف وعید پر قادر مان لیا ہے جو قبیح ہے تو جب اللہ اس قبیح پر قادر ہے تو ان قبائح پر بھی قادر ہوگا

الجواب: جناب ساجد صاحب آپ سے کس نے کہہ دیا کہ اعلی حضرت کی باتوں کی بنیاد خلف وعید کا عقیدہ ہے۔ جناب معترض صاحب اعلی حضرت نے تو آپ کے اس عقیدے کی قلعی کھولی ہے کہ مقدور العبد مقدور باری تعالی ہے (تذکرۃ الخلیل) اور اگر اللہ قادر نہیں ہوگا تو بندے کی قدرت بڑھ جائے

گی (یکروزہ)اس پر اعلیٰ حضرت نے کہا تھا کہ بندہ تو بھولتا بھی ہے کھاتا بھی ہے سوتا بھی فاعل بھی بنتا ہے مفعول بھی بنتا ہے تو پھر تمہارے نزدیک تو اللہ ان پر قادر ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے قبائح محال ہے اور محال اللہ کی قدرت کے تحت نہیں (یکروزہ)

اور معترض نے ایک اور جھوٹ یہ بولا کہ خلف وعید قبیح ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ خلف وعید کرم ہے قبیح نہیں ۔اور رہ گئی بات جنتیوں کو دوزخ بھیجنے تو وہ بھی ظلم نہیں بلکہ اللہ کا عدل ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ملاحظہ ہو (تقدیس الوکیل، تفسیر نعیمی ج ۴ص ۳۰۴)

اعتراض: اس کے بعد یہ اعتراض کیا کہ اعلیٰ حضرت نے اللہ تعالیٰ کے لئے بہر گندے الفاظ استعمال کیئے ہیں۔

الجواب: جناب یہ باتیں تو تمہارے عقیدے سے لازم آتی ہیں اگر اتنا ہی برا لگتا ہے تو کرلو توبہ اپنے عقیدے سے ۔اور اسی بات کو تو واضح کیا ہے اعلیٰ حضرت نے کہ اگر مقدر والعبد کو مقدر وباری مانا جائے تو بہت خرابیاں لازم آتی ہیں جنکو خود تم نے بھی برائیاں تسلیم کیا ہے۔باقی رہ گئی بات اعلیٰ حضرت کے سخت الفاظ کی تو فضائل اعمال میں موجود ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک گستاخ کو جواب دیتے ہوئے کہا تھا

اور ارشاد فرمایا کہ تو اپنے معبود لات کی

پیشاب گاہ کو چاٹ (فضائل اعمال ص ۱۷۷)

اب معترض مذکورہ سے گزارش ہے کہ اب حضرت صدیق اکبرؓ کے حق میں بھی معاذاللہ یہ الفاظ لکھے کہ آپ نے ایسے الفاظ اس بازار میں کھڑے ہوکر فرمائے تھے۔شرم تو نہیں آتی اس قسم کی گھٹیا گفتگو کرتے ہوئے ۔اگر اب بھی کوئی شرم باقی ہے اور خدا کا خوف ہے تو توبہ کرو۔پھر مزید سنو تمہارا مولوی ایک شیعہ کو جواب دیتے ہوئے کہتا ہے

میں ایسے احمق خدا کو نہیں مانتا (ارواح ثلاثہ ص ۲۲)

اس کے بارے میں بھی وہی اس قسم کی بکواس کرو کہ یہ بات کنجریوں کی گود میں بیٹھ کر کہی ہے اس نے ۔اور باقی کنجریوں سے کس کا تعلق ہے اور کس کے منہ پر وہ پیشاب کرنا بھی گوارا نہیں کرتیں اس کے لئے ارواح ثلاثہ اور تذکرۃ الرشید کے حوالہ جات کافی ہیں ۔

نوٹ: دیوبندی حضرات اعلیٰ حضرت کے سخت الفاظ کو آپ کے کردار و اخلاق پر محمول کرتے ہیں (دست و گریبان ج ۳ صفحہ ۲۶) اگر یہ اصول رکھا جائے تو یہ حضرت صدیق کبر کے بارے میں کیا بکواس کریں گے؟ حالانکہ آپ تحمل مزاج تھے مگر جو سخت الفاظ استعمال کئے وہ گستاخ کے خلاف تھے لہذا گستاخوں کے خلاف سخت الفاظ استعمال کئے جا سکتے ہیں کیا رب العزت نے قرآن میں ولید بن مغیرہ کے لئے زنیم کا لفظ استعمال نہیں کیا؟ تو پتہ چلا کہ گستاخوں سے سخت الفاظ سے گفتگو کی جا سکتی ہے ۔باقی دیوبندیوں کے نزدیک تو گالیاں دینا معاذاللہ رسول اللہ ﷺ کی ترجمانی ہے (ملاحظہ

ہومولوی مجاہد کا ویڈیو کلپ reply to molvi akhter raza khan part 2۔یہ کلپ یوٹیوب سے حاصل کیا جا سکتا ہے)

اعتراض: اگر شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ جس کام پر بندہ قادر ہے اس کام پر اللہ بھی قادر ہے اور اس وجہ سے احمد رضا نے یہ الزام تراشیاں کی ہیں تو جوابا سر دست اتنا عرض ہے کہ یہ عقیدہ احمد رضا کا بھی ہے۔

الجواب: اس بندے نے کترو بیونت کی انتہا کر دی اور اس قدر حوالہ جات میں خیانت سے کام لیا کہ ان کے رئیس المحرفین کی روح بھی کانپ گئی ہوگی۔بہر حال ان کے پیش کردہ حوالے کے بارے میں عرض ہے کہ اگر جناب پوری عبارت نقل کرنے کی زحمت گوارا کر لیتے تو معاملہ صاف ہو جاتا۔اعلی حضرت فرماتے ہیں

یہ قضیہ بے شک حق ہے کہ جس پر انسان قادر ہے اس سب اور اس کے علاوہ نا متناہی اشیا پر مولی قادر ہے وہ بقدرت ظاہر یہ عطا ئیہ اور حق بقدرت حقیقہ ذاتیہ مگر اس حق کو یہ ناحق کوش کس باطل محض کی طرف لے گیا انسان کا کسی فعل کو کرنا کسب کہلاتا ہے انسان کی قدرت ظاہر یہ صرف اس قدر ہے قدرت حقیقہ خلق وایجاد میں اس کا کوئی حصہ نہیں وہ خاص مولی کی قدرت ہے تو اس کلمہ حق کا حاصل یہ تھا کہ انسان جس کے کسب پر قادر ہے اللہ اس کے خلق وایجاد پر قادر ہے وہ کسب نہ ہوگا مگر بقدرت خدا مگر اس دل کے اندھے نے یہ بنا لیا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے رحمن بھی خو دا پنے لئے اس کے کسب پر قادر ہے۔(فتاوی رضویہ ج ۱۵ ص ۴۵۸)

اعتراض: یہ کہ عبد الحکیم صاحب نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ سبحان السبوح کا کوئی جواب نہیں لکھا گیا جبکہ مولوی عبد الواحد نے اس کو جواب دیا ہے۔

الجواب: پہلی بات تو یہ کہ منظور نعمانی دیوبندی نے کہا کہ "مختلف لوگوں کی معلومات اور اطلاعات کسی شخص کے بارے میں مختلف ہوسکتی ہیں، اُس کی وجہ سے راویوں کا مختلف ہو جانا قدرتی بات ہے، اور ایسا اختلاف باپ بیٹوں اور استادوں، شاگردوں میں بھی ہوسکتا ہے" (شیخ محمد بن عبد الوہاب اور ہندوستان کے علمائے حق صفحہ ۲۷، ۲۸)

لہذا اگر ان کو اس کتاب کا علم نہیں تھا تو اس میں کونسی ڈھٹائی والی بات ہے ۔اگلی بات حافظ صاحب نے یہ کتاب مولوی عبد الواحد کے نام منسوب کی جبکہ مولوی مشتاق اور مولوی گھمن نے اس کتاب کی نسبت منظور نعمانی کی طرف کی۔لہذا اس سے تمہارا جھوٹ ثابت ہوا کہ یہ کتاب مولوی عبد الواحد ہے اور اگر یہ کتاب منظور نعمانی کی ہے تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ مولوی منظور نے ۱۳۲۱ھ میں یہ کتاب لکھی ہو۔رہ گئی بات الجہد المقل کی تو جناب سبحان السبوح ان سب کتابوں کا ہی جواب ہے جس میں معاذ اللہ اللہ کو افعال قبیح پر قادر ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی گئی۔

اعلی حضرت کی رد شیعت پر خدمات

کا دیوبندی اعتراف

آخر میں اب دیوبندیوں کے حوالے پیش خدمت ہیں جن میں انہوں نے اعلیٰ حضرت کی شیعیت کے رد میں خدمات کا اعتراف کیا ہے۔

۱۔مولوی سعید الرحمٰن علوی اعلیٰ حضرت اور اہلسنت کے خلاف ملاں ساجد جیسے لوگوں کے پھیلائے ہوئے پروپیگنڈا کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے

پاکستان اور برصغیر کے خصوصی حوالہ سے تحقیق وتجزیہ کرتے ہوئے اس غلط فہمی کا ازالہ بھی ناگزیر ہے کہ سنی، اثناعشری کشمکش صرف اہل سنت کے حنفی ، دیوبندی یا اہل حدیث مسالک تک محدود ہے اور حنفی بریلوی اہل سنت اس فکری و اعتقادی کشمکش سے علیحدہ ہیں اس کتاب کے حوالے سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ حنفی بریلوی علمائے اہل سنت بھی شیعہ اور اثناعشریہ کے گم راہ کن عقائید کے بارے میں اپنے افکار وفتوی میں اتنے ہی حساس اور شدید ہیں جتنا کہ دیگر سنی مکاتب بلکہ بعض حوالوں سے ان کے ہاں تکفیر اثناعشریہ و ردروافض کے حوالہ سے شدت نسبتا زیادہ پائی جاتی ہے (افکار شیعہ ص ۲۰)

اس کے علاوہ اسی مصنف نے اپنی اسی کتاب میں مختلف مقامات پر اعلی حضرت اور دیگر علمائے اہل سنت کی ردشیعت پر خدمات کا تفصیلی ذکر کیا ہے

(افکار شیعہ ص ۳۱۶،۳۱۷،۳۱۹،۳۳۰،۳۳۶)

۲۔جوالزام ملاں ساجد نے اعلیٰ حضرت پر لگایا ہے یہی الزام مولوی ضیالرحمٰن فاروقی نے بھی لگایا تھا اور یہ کہا کرتا تھا کہ میرے پاس ۲۷ دلیلیں ہیں کہ احمد رضا شیعہ تھا مگر یہ اعلی حضرت کی کرامت ہے کہ اسی مولوی نے نہ صرف اعلی حضرت کی ردشیعت میں خدمات کا اعتراف کیا بلکہ آپ کے اہل سنت ہونے کا بھی اقرار کیا اور رحمۃ علیہ بھی کہا۔اسے علاوہ دوسرے علمائے اہل سنت کی خدمات کا بھی اعتراف کیا (ملاحظہ ہو۔تاریخی دستاویز ص ۶۵،۱۱۳۔۱۱۵)

۳۔مولوی محمد شفیع نے کہا کہ یہ بریلوی بھی شیعہ ہیں یونہی حنفیوں میں گھس آئے ہیں (عبدالقادررائے پورنے)فرمایا یہ غلط ہے۔مولوی احمد رضا خان شیعہ کو بہت برا سمجھتے تھے۔بانس بریلی میں ایک شیعہ تفضیلی تھے۔ان کے ساتھ مولوی احمد رضا کا ہمیشہ مقابلہ رہتا تھا (حیات طیبہ ص ۲۳۲)

۴۔اسی طرح قاضی اظہر ندیم دیوبندی لکھتا ہے

جدید وقدیم شیعہ کافر ہیں۔امام اہل سنت اعلی حضرت شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی کا فتوی ،مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتوے کو بگوش ہوش سنیں اور اس پر عمل کر کے پکے سچے سنی بنیں۔(کیا شیعہ مسلمان ہیں ص ۲۸۸)

کیا سمجھے مولوی ساجد اعلی حضرت کا فتوی پڑھ کر سنی بنا جاتا ہے نہ کہ شیعہ۔

۵۔مولوی حق نواز جھنگوی نے بھی اعلی حضرت کی ردشیعہ پر خدمات کا اعتراف کیا ہے (حق نواز جھنگوی کی ۱۵ تاریخ ساز تقریریں صفحہ ۱۳ تا ۱۵ ص ۲۲۴)اور کہا کہ

احمد رضا خان بریلوی شیعوں کو کافر کہتے ہیں ۔(صفحہ ۱۶۷)

۶۔دیوبندی مولوی قاضی مظہر حسین لکھتا ہے

بریلوی مسلک کے امام مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم نے روافض کے خلاف علمائے دیوبند سے بھی سخت فتوی دیا ہے (ماہنامہ حق چار یار لاہور جون جولائی ۱۹۰۷ صفحہ ۵۰)

۷۔یہی قاضی صاحب اپنی ایک اور کتاب میں رقم طراز ہیں

مسلک بریلوی کے پیشوا حضرت مولانا احمد رضا مرحوم نے بھی ہندوستان میں فتنہ روافض کے رد میں بہت موثر کام کیا ہے اور روافض کے اعتراضات کے جواب میں اصحاب رسول ﷺ کی طرف سے دفاع کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی (بشارت الدارین ص ۵۲۹)اس کے علاوہ اسی کتاب میں مختلف مقامات پر اعلی حضرت اور دوسری علمائے اہلسنت کی خدمات رد شیعت کا اعتراف کیا (صفحہ ۱۹۶۔۱۹۷)اور اس بات کی بھی وضاحت کی عوام کا عمل حجت نہیں اور علمائے بریلی کا مسلک شیعہ کے خلاف ہے (صفحہ ۱۷۵)

۸۔مولوی نافع دیوبندی اعلی حضرت کے ۶ رسائل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے

مذکورہ بالا رسائل میں علامہ احمد رضا خان بریلوی کی طرف سے حضرت امیرؓ پر مطاعن اور اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے اور حضرت امیر معاویہ کی طرف سے عمدہ صفائی پیش کی گئی ہے اور پرزور طریقہ سے دفاع کا حق ادا کیا گیا ہے (سیرت امیر معاویہ ج ۱ ص ۶۵۵)

۹۔ایک دیوبندی مولوی لکھتا ہے

تو علامہ حیدری نے کہا کہ صرف دیوبندی مکتبہ فکر نے ہی نہیں بلکہ اہلسنت کے تمام مکتبہ فکر کا یہ فتوی ہے حتی کہ بریلوی مکتبہ فکر کے قائد اور پیشوا علامہ احمد رضا خان بریلوی نے اپنی مشہور کتاب فتاوی رضویہ میں دشمنان صحابہ کو واشگاف الفاظ میں کافر مرتد اور وجب القتل کہا ہے (خطبات حیدری ج ۱ ص ۲۷)

مجھے انکارِ وصلِ غیر پر کیوں نہ شک گزرے
زبان کچھ اور رُوئے پیرہن کچھ اور کہتی ہے

اب عرض ہے کہ ساجد صاحب ان حوالہ جات کو پڑھیں اور اگر کوئی شرم و حیا کی رمق باقی ہے تو توبہ کریں ۔اور اعلی حضرت پر اس قسم کے الزامات لگانے سے باز آجائیں ۔قارئین یہ بات یاد رہے کہ اس قسم کے پروپیگنڈوں کا مقصد فقط اپنی کفریہ عبارات کو چھپانا ہوتا ہے ۔جبکہ

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

لہذا ان کے چند عقائد درج کیے جاتے ہیں

۱۔اللہ جھوٹ بول سکتا ہے (یک روزہ ،براہین قاطعہ ،چٹان،فتاوی رشیدیہ)

۲۔حضور کا علم جانوروں وپاگلوں جیسا ہے(مفہوم عبارت حفظ الایمان)

۳۔حضور کا علم شیطان سے کم ہے(براہین قاطعہ وفتاوی حقانیہ)

۴۔امتی عمل میں نبی سے بڑھ جاتے ہیں۔(تحذیر الناس)

۵۔حضور اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہیں(فتاوی رشیدیہ،تقویۃ الایمان)

۶۔حضور کا خیال بیل اور گدھے کے خیال سے برا ہے(صراط مستقیم)

۷۔حضور مر کے مٹی میں مل گئے(تقویۃ الایمان)

۸۔اللہ کو زمان ومکان سے پاک جاننا بدعت حقیقی ہے۔(ایضا الحق)

۹۔ذکر میلاد کنہیا کے جنم دن منانے کی طرح ہے(براہین قاطعہ)

۱۰۔رحمۃ العالمین حضور کی صفت خاصہ نہیں(فتاوی رشیدیہ)

نوٹ:مندرجہ بالا تمام عقائد ہم نے مفہوم بیان کیے جو دیوبندیوں کی عبارات کا حاصل ہیں۔

سگ مدینہ قادری رانا

hissamulhermail@gmail.com

اللہ عزوجل کا کرم وفضل سے یہ رسالہ ۲۶ نومبر ۲۰۱۵ کو مکمل ہوا۔اللہ اس کو قبول فرمائے اور اس کو ہمارے لئے توشہ آخرت بنائے جو اس کتابچہ سے فائدہ اٹھائے وہ ہمارے لئے دعا کرے۔اللہ ہم سب کا خاتمہ ایمان پہ کرے۔آمین۔